هو العلی العظیم

سنه ۱۳۰۶

ثبوت [illegible]

هجری نبوی

یه رساله آیاتِ بیّنات کا نهایت مختصر جواب هے جسکو مولوی سیّد مهدی علیخان صاحب بهادر نے فتخاراً رقم کیا تها۔ اور عند الملاقات مضامین مندرجه کتاب مذکور سے تنفر ظاهر فرماکر کچهه اور هی عقیده ظاهر فرمایا۔ چنانچه موقع ملاقات پر بسبیلِ تذکره اسکا ذکر کیا گیا هے

قیمت فی جلد

بمطبع یوسفی دهلی طبع شد

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ
الحمد للہ کہ یہ کتاب حقیقت مآب بدلائل ساطعہ و براہین قاطعہ بجواب رسالہ آیات بینات المسمی
آیات محکمات
هجری نبوی
سنہ ۱۳۰۶
من تصنیفات جناب مولوی سید الفت حسین صاحب مرحوم و مغفور پروفیسر کیننگ کالج
بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسین طبع شد

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

واضح ہو کہ دریں ولا مولوی سیّد مہدی علی خاں صاحب
بہادر تحصیلدار میرزاپور نے ایک کتاب آیاتِ بیّنات اُردو
عبارت میں پُرانے مضامین کو نیا کرکے لکھی اگرچہ عربی عبارت میں
کتاب ابطال الباطل فضل بن روزبہان کی بجوابِ علاّمۂ حلّی
موجود ہے جسکا جواب قاضی نور اللہ شوستری نے دیا۔ مگر جناب
مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب نے فارسی عبارت میں اس بحث کو
پھر لکھا۔ اور خواجہ نصر اللہ کابلی کی کتاب صواقع کا سرقہ کرکے تحفہ

اثنا عشریہ اُسکا نام رکھا۔ اُسکا جواب اُنہیں کے روبرو معرفت حکیم
شریف خانصاحب کے میرزا محمد صاحب دہلوی نے بھیجا۔ غرض جب
یہ تحریر دیکھی اور شیعیانِ لکھنؤ نے سُنیں۔ تو شاہصاحب نے ایک
رسالہ فارسیہ مسمّیٰ بوسیلۃ النجات لکھا جو دہلی میں چھپ چکا ہے یہ
رسالہ فضل بن روزبہان کی کتاب ابطال الباطل سے لیا گیا ہے
جسکا جواب احقاق الحق ہو چکا۔ اسی رسالہ اور نیز تحفہ اثنا عشریہ کے
مضامین تحصیلدار صاحب بہادر نے ذرا لمبی چوڑی تقریر کے ساتھ
اُردو میں ترجمہ کئے۔ چنانچہ بعض منصف سُنّی بھی اس بات کے قائل ہیں کہ ایک
کچھ نئے مضمون نہیں۔ اس صورت میں گویا یہ کتاب پہلی ہی سے
مردود ہے اور جواب اسکا بعبارتِ عربی و فارسی موجود ہے کوئی
نئی بات نہیں جسے حاجت جواب کی ہو۔ لیکن چونکہ اُردو میں یہ بحث کم ہے۔
اور نیز تحصیلدار صاحب بہادر نے عبارت آرائی اور تقریر کی صفائی کو
کام فرمایا ہے سو واسطے اسکے جواب میں عرض کیا جاتا ہے۔ افسوس کہ
صاحب کتاب باینہمہ ادعوئے ہدایت و ادّعائے انصاف جابجا طعن و
تشنیع عمل میں لائے ہیں لیکن بندہ درگزر کرتا ہے عربی فارسی میں تو مولوی

حیدر علی صاحب منتہی الکلام پر مناظرہ کی ترکی تمام ہوئی۔ اب دیکھئے
اردو میں وہی مضامین بوسیدہ کیسی آب و تاب سے بیان ہوتے ہیں۔
اور کیا فائدہ بخشتے ہیں۔ تحصیلدار صاحب گو فرماتے ہیں کہ شیعہ سے سُنّی
ہوئے لیکن ضرور وہ پہلے فقط نام کے یا آبائی شیعہ ہونگے۔ مذہباً
شروع ہی سے سُنّی ہونگے کیونکہ جابجا تعصب ٹپکتا ہے ایسی تعصب و
طنز آمیز تقریروں سے کچھ فائدہ نہیں اور نہ کبھی ہوا ہے۔ بات روز بروز بڑھتی
جاتی ہے۔ شیعہ آپ سے ہارتے نہیں۔ شاہ صاحب نے کیا کیا جو سید صاحب
کرینگے۔ استاداں چہ کردند کہ شاگرداں خواہند کرد۔ خیر وہ جانیں۔
اگرچہ کتاب لائق ہی کے ہے کہ کوئی متعصب صاحب شیعہ لکھنؤ اسکا جواب لکھیں
لیکن چونکہ بندہ بھی پہلے آبائی شیعہ تھا پھر ابتدائی تکلیف شرعی سے
عرفی سُنّی رہا بعد ازاں کچھ فارسی عربی پڑھکر بحسب استعداد تحقیق کر کے
مذہب شیعہ اختیار کیا اور غیر سید کہلاتا ہوں سو اسطے تحصیلدار صاحب
سے ایک طرح کی الفتِ قومی و ملتی داعی تحریر ہوئی۔ خدا مجکو اور انکو
راہِ نجات دکھلائے۔ اور توفیقِ نیک کرامت فرمائے۔ اور خاتمہ بخیر کرے۔
یہ تقریریں تو چلی ہی جاتی ہیں مگر دل یہ چاہتا تھا کہ میر صاحب

موصوف سے اوّل زبانی یہ باتیں ہوتیں۔ پھر لکھی جاتیں۔ لیکن کیا لکھئے ذریعہ ملاقات نظر نہیں آتا۔ خیر اسواسطے گزارش ہے کہ میر صاحب ممدوح نے بعد صلوٰۃ وسلام نبی و آل و صحاب و مطلق ازواج بلکہ تمام امّت کو بھی شامل کیا اسکی کیا وجہ ہے۔ حالانکہ نوح و لوط کی دو زوجہ کافرہ تھیں۔ آل تو درود میں بروایاتِ صحاح شامل ہے حتّٰی کہ بعد تشہد مروی ہے۔ صحاب بھی بعض روایاتِ غیر ثابتہ میں مذکور ہیں۔ ازواج بھی بہلا پہلے سے جوڑ ہے۔ لیکن تمام امت کی۔ اب آپنے شاخ بڑھائی خیر بہتر ہے۔ اللھم زد فزد۔ ص۔ ۱۔ ۲۔ س۔

آپ کا قول لیکن شیطان نے بعد ایمان کے اکثر مسلمانوں کو بھکا یا۔ الخ

حضرت یہہ آپکا ایک ہی فقرہ آپ کے تمام دلائلِ عقلی کو کھو دیتا ہے۔ اگرچہ ہم اسپر راضی ہیں کیونکہ کہتے ہیں کہ اسیطرح ضلالت بعدِ ہدایت اکثر پیغمبروں کے بعد ہوا کرتی ہے اس سے کچھ نبوت کو بٹا نہیں لگتا۔ پھر آپ ۷۲ فرقے کو گمراہ فرماتے ہیں کچھ تفصیل نہیں لکھتے کہ وہ کون کون ہیں۔ اور یہہ فرقے قیامت تک پورے ہونگے یا ہو چکے اور کب تک اور کہانتک انکی تعداد کامل ۷۲ ہوئی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ

خطا معاف آپ علمِ حدیث کی تحقیق بھی مثل مقدمات تحصیلی سرسری کرتے ہیں غرض مجھے بحث علمی منظور نہیں ورنہ آپ سے اول تعریفِ فرقہ یا مذہب کی پوچھکر تعداد ۷۲ فرقے کی اُمتِ موسیٰ میں اور پھر ۷۳ کی شمار اسلام میں دریافت کرتا اور پھر انطباق اس حدیث کا چاہتا مگر خیر اب بقدر التماس ہے کہ آپنے یہ بھی اپنے ہاں حدیث صحیح میں دیکھا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ناجی فرقہ وہ ہے جو شیعۂ علیؑ ہے۔ اس بحث کو آپ رسالۂ بدر الدجیٰ تصنیف مولوی رحم علی صاحب سونی پتی میں ملاحظہ کیجئے کیونکہ یہ رسالہ دہلی میں مطبع اُردو اخبار چھپ چکا ہے۔ س ۷ و ۸ - اب آپکا ارشاد سچ ہے کہ ہم اہلِ اسلام کو صرف توحید و اقرار نبوت ہی پر خوش ہونا نہ چاہئے۔ مگر کیا کیجئے بڑے بڑے سُنّی ناچار اسی پر کفایت کرتے ہیں۔ آپ جو یہ فرماتے ہیں کہ یہ جھگڑا یعنی سُنّی شیعہ کا طے نہوا اسکا بڑا سبب یہ ہے کہ آپ اسکو جھگڑا سمجھتے ہیں۔ اور ایک طرف بالکل انصاف خیال کرتے ہیں اور دوسری جانب کو سراسر ناحق۔ حالانکہ صحیح صحیح یہ ہے کہ طرفین میں چند در چند مذاہب مختلفہ و اقوال متفرقہ ہیں اور ہر ایک گروہ میں افراط و تفریط ہے۔ پس تحریرات و تقریرات تو ہوا کیں لیکن یہ بہت کم ہوا کہ حکم مقرر ہوئی ہوں اور ان مقدمات میں

پنچایتیں ہوں۔ پہلے حضرت علیؑ اور معاویہ ہیر شام میں دو دفعہ فیصلہ ٹھیر اتھا سو عمرو عاص کی چالاکی اور ابو موسیٰ اشعری و معاویہ کی بیباکی سے آپنے دیکھا کیا ہوا۔ لیکن ہا بہ ِ قیام کلمہ و لحاظِ ظاہر اسلام حضرت امیرؑ نے اوّل بار سکوت فرمایا۔ بوقتِ موقع مدد دی۔ لیکن یہ آپکی امتِ مرحومہ مرتضیٰؑ کی خلافت سے راضی نہوئی۔ خلافتِ سوم میں جو انتظام ہوا وہ معلوم ہی ہوگا۔ میاں مروان تک کو قلمدان سُپرد ہوگیا لیکن علیؑ کا کہانہ مانا۔ خیر بھائی اب تم جانو۔ لیکن یہ خوب جان لو کہ آپ سا سیّد یہہ انصاف کریگی کہ بہر نمط بس کسو حق سُنیّوں ہی کیطرف بتائی تب کیا فیصلہ ہو۔

تمہید

میں لکھتا ہوں کہ امر تنقیح طلب جو آپنے قرار دیا ہے یہ بھی بجنسہ درست نہیں بلکہ سُنّی شیعہ کا فرق یوں بھی بیان ہو سکتا ہے کہ سُنّی ثلاثہ کو خلفاء راشدین اور افضل علیؑ سے جانتے ہیں اور شیعہ حضرت علیؑ سے امام مہدیؑ تک بارہ اماموں کو خلیفہ برحق مانتے ہیں چنانچہ شاہ صاحب اپنی تحفہ میں اہلِ تفضیل کو بھی بمنزلہ شیعہ ہی قرار دیتے ہیں اور یوں بھی کہ سکتے ہیں کہ

شیعہ دینِ محمدی بارہ اماموں سے لیتی ہیں اور سُنّی سب ہمراہیانِ
پیغمبر کو جو مسلمان ہیں عادل جانکر ابوہریرہ و عائشہ وغیرہ سے روایتیں قبول
کرتے ہیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس یہ بھی بڑا اختلافی مسئلہ قرار دیا جاسکتا ہے کہ
سُنّی تمام جاربانِ اہلِ بیت کو بُرا نہیں سمجھتے اور شیعیانِ علیؑ ناکثین و قاسطین
و مارقین کو بسبب دشمنئ اہلبیت کے خاطی و بُرا جانتے ہیں چنانچہ میرزا محمد صاحب
دہلوی نقل فرماتے ہیں کہ بیزاری دشمنانِ اہلبیت سے رکھنی کمال ایمان ہے، اگرچہ
اجمالاً ہی ہو۔ غرض یہ تقریر تحصیلدار صاحب بہادر کی عام فریب ہے اسیطرح
شاہصاحب نے وسیلۃ النجات میں سب کتابیں بالائے طاق رکھکر فرمایا ہے۔
ہر ایک شخص اپنی طرف سے جن جن مسائل کو اپنی مفیدِ مطلب سمجھتا، بنائے مذہب دشمن قرار
دیکر اسطرح کی تقریر کرسکتا ہے اور شیعہ اپنے مفید ایسی باتیں بنا سکتے ہیں
نہ صاف ادر چیز ہے۔ شیعہ اوّل فضائلِ علیؑ بخوبی بیان کرتے ہیں اور
باقرارِ ہزاروں سُنّی اور صوفیہ کے فضیلتِ جنابِ امیرؑ ثابت کرتے ہیں۔ پھر
نصِ خلافت آنحضرتؐ سے نقل کرتے ہیں اور دلائلِ عقلی خلافتِ علیؑ پر لاتے ہیں
بعد ازاں ظلم و ستم غاصبانِ خلافت کی اس کثرت سے لکھتے ہیں کہ سُنّی مدّتوں
جواب سے عاجز رہتے ہیں چنانچہ تشئید المطاعن وغیرہ کا جواب نہ ہونا اسپر گواہ ہے۔

مگر دیکھئے اب تحصیلدار صاحب بوسیدہ مضمونوں کو کن تقریروں سے
نیا کرتے ہیں **پہلی دلیل** کا یہ جواب مختصر ہے یہ مانا کہ خلیفہ اول
دلی مسلمان ہوئے تھے مگر دل یکساں نہیں رہتا یہ سب جانتے ہیں ہزارہا
اسکی مثالیں ہیں۔ دوسرے جب خلیفۂ اول اسلام لائے تب تک امامت
علیؑ کی خبر نہ تھی جب اطلاع ہوئی تو بسبب ناامیدی خواہشِ نفس ہوئی۔
اسمیں کوئی بات محال نہیں۔ خود سنیوں کے ہاں مسلم ہے کہ اکثر قریش
خلافتِ علیؑ سے راضی نہ تھے۔ چنانچہ یہ بات جنگِ جمل و جنگِ صفین وغیرہ
سے ظاہر ہے۔ بھلا معاویہ وغیرہ اسلام لاکر پھر کیوں لڑے۔ تیسرے
ہم یہ کہتے ہیں کہ خلفا خلافتِ علیؑ کے باب میں قصوروار ہیں اور
شروعِ اسلام میں اسکا کچھ ذکر و فکر نہ تھا۔ باقی اقوال پراگندہ اور رائیں
مختلفہ اپنے اپنے دلائل سے سب لکھتے ہیں۔ غرض سب شیعہ خلفا کو
اِس بات میں ناحق سمجھتے ہیں خواہ کسی درجہ کا یا حسبِ مصلحت سکوتِ علیؑ کو
سببِ رضامندی مثل زیدیہ جانتے ہیں۔ یہ کوئی نہیں کہتا کہ وہ
مسلمان نہ تھے گو یہ بعض کہتے ہوں کہ وہ اِس قصور میں کفار سے بھی زیادہ
عذاب کے مستحق ہیں۔ غرض خارج از اسلام تو بظاہر شیعہ لوگ یزید کو بھی

نہیں بتاتے۔ اور یوں تو اِس دلیل سے آپ خلیفۂ اوّل و دُوم کو بیگناہ و
معصوم بھی نہیں بتاتے۔ یہ آپ نے خوب کہا کہ جو ایک دفعہ بہ نیّت نیک
خالص مسلمان ہو۔ وہ پھر بد نہیں ہو سکتا۔ حضرت آپ نے بلعام کا قصہ نہیں
سُنا۔ برصیصا کی کہانی نہیں سماعت فرمائی۔ یہ ہو ا آخر بوطی کیا ہو گیا
شیطان ایک ذرا سی بات پر جسکو بہت سے سُنّی صوفی عین توحید کا عشق
شمار کرتے ہیں کیسا راندہ گیا۔ حضرت یوسف کے بھائیوں نے اپنی باپ
بھائی کے ساتھ کیا کیا۔ تمام انبیاء کی اُمّتیں اکثر بعد کو پھر گئیں۔
اور بنی اسرائیل تو گوسالہ پرستی ذرا سی دیر میں کرنے لگے۔ حالانکہ
حضرت ہارون موجود تھے انکو مجبور کر دیا۔ پس اگر آخر میں بقول بعض شیعہ
خلفاء ثلاثہ نے جیش اُسامہ سے تخلّف کیا۔ یا قلم و قرطاس ندیا تو کیا امر
ناشدنی ہوا۔ آپ خود فرما چکے کہ آنحضرت نے نور ایمان سے ہمارا دل
روشن کیا مگر اکثروں کو شیطان نے بھکا دیا حضرت خدا محفوظ رکھے ایکدم میں
بڑے بڑے عابد گمراہ ہو گئے ہیں۔ سب اعمال حبط ہو جاتے ہیں۔ ع
دیر لگتی نہیں تقدیر کو پلٹے کھاتے ہو آپنے سُنا ہو گا کہ شمر ذی الجوشن
کمبخت و قیس کندی جنگ صفین میں علیؑ کیطرف تھا آخر کیا ہوا۔ اور

حُر بن یزیدِ ریاحی نے ایک لحظہ میں بسبب نیک نیتی کیا رُتبہ پایا ؎
سرِ حُر گود میں شہ نے لیا اللہ اللہ ہا بگڑے بنجاتے ہیں جب فضلِ خدا ہوتا ہے

آپکی دوسری دلیل کا جواب بھی اسی تحریر گزشتہ سی نکل آتا ہے
ہمنے بالفرض مانا کہ خلفاء ثلثہ معین و مددگار رسولِ کردگار رہے
لیکن آخر میں اُنہوں نے بتصریحِ مورخینِ معتمدین و روایاتِ مقبولہ شاہیر
طرفین جیشِ اُسامہ سے رجوع کی۔ کاغذ و دوات نہ دی۔ خلافتِ علیؑ سے
مُنہ پھیرا۔ اہلبیتؑ کو نہ مانا۔ بیعتِ غدیر خُم سے نقضِ عہد کیا۔ فدک لیا
جنابِ فاطمہ زہرا پارہ جگرِ مصطفےٰ کو رنجیدہ کیا۔ پس بعض شیعوں نے اِنکو
رتبۂ مرتدین و منافقین و ظالمین و غاصبین دیا تو کیا غضب کیا۔ بلکہ عمر بن
عبد العزیز تک نے بھی فدک امام محمد باقر علیہ السلام کو پھیر دیا۔ اور طعنِ
شیخین کا خیال نکیا۔ پس جیسے آپ فضائل شمار کرلیتے ہیں اسیطرح شیعہ
جلدیں کی جلدیں انکی مطاعن میں سُناتے ہیں۔ دیکھو یہودا اسخریوطی
نے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ آخر میں کیا کیا حالانکہ حواریین میں شمار
ہوتا تھا۔ آپ کا حال بعینہ ایسا ہی جیسا کوئی پوربی تلنگا سنہ ۵۷ء کا
بگڑا ہوا قاتلِ انگریزاں اپنی خیر خواہی تمغۂ فتح کابل و لاہور وغیرہ سے

ثابت کرے اور کہے کہ ہمنے ایسے ایسے سرکاری کام کیئے - اب کیوں پھر جاتے - چوتھی دلیل کا جواب مختصر یہی ہے ہر کرا آرو بہ بہبود نبود ٭ دیدن روے نبی سود نبود ٭ جب مآل اچھا نہوا تو کچھ نہیں - صاحبو ایک شخص نے مثلاً بادشاہ کی بڑی خیر خواہی کی پھر اُسکے بعد خود بادشاہ ہوگیا اور ولیعہد کو جانشین نہ کیا - وہ مصاحب بادشاہ کا خیر خواہ تصور کیا جائیگا یا نمکحرام سمجھا جائیگا - اجی حضرت آپ کو صاف صاف طاعن کا جواب دینا چاہیئے ورنہ ان تکوّن اور نقلی عام دلیلوں سے خاص مطلب آپکا ثابت نہوگا - یوں آئندہ آپکو اختیار ہے جو چاہیے کہیے - شیعہ جو چاہینگے وہ لکھینگے - افسوس یہ ہے کہ پھر جناب آپ کو دردِ دین کا دعویٰ ہے - یوں دیکھنے کو تو انبیاؑ و ختم النبیین کو کس کس نے نہیں دیکھا - آپ تذکرۃ الاولیا جناب فرید الدین عطار کا ملاحظہ فرمائیے کہ اُسمیں حضرت علیؑ و اویس قرنی و خلیفہ دوم صاحب کے سوال و جواب میں لکھا ہی کہ جب خلیفہ دوم نے پوچھا کہ تمنے سعادت زیارتِ جنابِ سرورِ کائنات کیوں نہ حاصل کی تو اُس عاشقِ غائبانہ نے جواب دیا کہ تم جو ہمراہِ رکابِ سعادت مآب رہے ہو تو بتلاؤ ابرویں اُس ماہِ نبوت کی

ہو سکتے تھیں یا کشادہ۔ خلیفۂ دوم صاحب کو تردد ہوا پھر خلیفہ صاحب
نے خاص اپنے لئے دعا چاہی۔ حضرت اویسِ قرنی نے فرمایا کہ مومنین
اُمت کے لئے دعا مغفرت کی گئی اگر تم بھی مومن ہو تو یہ دعا تمکو بھی
شامل ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بغیر خاتمۂ ایمان زیارتِ نبی و
دعائے ولی و عبادت دلی کچھ فائدہ مند نہیں۔ آپ مفت کاغذ و سیاہی
خرچ کرتے ہیں۔ **پانچویں دلیل** جو آپنے لکھی ہے سو اُسکا حال
آپ سُنئے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی دلیل علماء نامدار نے نہیں لکھی۔
اور آپنے بھی پرچۂ تہذیب اخلاق میں اجماع اہلِ مدینہ کو بے دلیل
مقبول نہیں سمجھا پھر تعجب ہے کہ یہ آپ کہاں سے لکھتے ہیں۔ آیا خدا نے کہیں
فرمایا یا آنحضرت نے ارشاد کیا کہ مکہ و مدینہ کی تقلید کرنا۔ جنابِ سالتمآب تو
یہ فرما گئے ہیں کہ دو عمدہ چیزیں تم میں چھوڑے جاتا ہوں کتابِ خدا و
عترتِ ہُدیٰ یعنی آلِ مصطفےٰ یہ دونو جدا نہونگی یہانتک کہ میرے پاس
حوضِ کوثر پر وارد ہوں۔ خدا نے یہ فرمایا کہ اللہ و رسول و صاحبانِ
حکم کی اطاعت کرو یہ نہیں کہا کہ مکہ مدینہ کی بھی پیروی حق ہے۔
امام اعظم ابو حنیفہ صاحب کوفی تھے جنکے آپ پیرو ہیں اُنہوں نے

مکہ و مدینہ کی پیروی ہر مسئلہ میں نہیں کی علیٰ ہذا القیاس سوائے ایک امام
فقہ کے کسینے اجماع مکہ و مدینہ کی پرواہ بھی نہیں کی - اور نہ انکے مذہب مروج کو
دلیل سمجھا - اب وہابی لوگ اپنے اوپر سے اعتراض دفع کرنیکو صاف لکھتے ہیں کہ
گو وہابی مذہب ان دو شہروں میں نہو اور عبد الوہاب وہاں سے نکالا گیا ہو
مگر یہہ کچھ دلیل شرعی نہیں - مولود بھی بدعت ہے اگرچہ مکہ و مدینہ میں
مروج ہو - حال قال کی مجلس خاص مسجد الحرام میں ہوتی ہے وہاں کے مجاور
جیسے ہیں وہ خوب معلوم ہے اکثروں کا مذہب نہ رہی - معتمد نقلیں مشہور ہیں -
جاہل شیعہ وہاں دو دو چار چار درہم پر زیارات بطورِ خود پڑھتے ہیں
اور سب کچھ لکھتے پھرتے ہیں - یہہ کیا آپنے سوچی - اگرچہ یہہ خاص بات
ہے کہ دجّال وہاں نہ جاوے - لیکن یہہ نہیں ثابت کہ وہاں کبھی کوئی دین باطل
نہیں ہوا یا نہو گا - سب طرح کے لوگ وہاں بستے ہیں - انگریز تک بھی
وہاں موجود ہیں - یہودی سوداگر بھی ہیں - مدینہ منورہ میں ایک محلہ
حسنی سادات کا ہے - وہاں اکثر شیعہ عرفی ہیں - تعزیہ داری ہوتی
ہے - ایک شخص اُن سادات میں سے لکھنؤ میں جناب میرن صاحب کے
پاس پچیس سال تک رہا - مینے دو آدمی دیکھے کہ وہ سیّد مدنی تھے اور

شیعہ تھے۔ اگر وہ سُنّی ہوتے تو تقیہ کیوں کرتے۔ غرض آپ حج و زیارت کیجئے سب حال وہاں کا ظاہر ہو جائیگا۔ شافعی و مالکی وہاں بہت ہیں حنفی کم حنبلی کالعدم۔ پس معلوم ہوا یہ سب اور فرقے غلط ہونگے پھر ماتریدی و اشعری کا فرق وہاں کیجئے۔ تو جواب صاف لیجئے۔ غرض یہ مانا کہ اسلام وہاں قیامت تک رہے لیکن سُنّی و شیعہ سب کے نزدیک مسلمان ہیں۔ اور ۷۳ فرقوں میں بحساب شمار ہیں۔ باقی یہ کہیں نہیں لکھا کہ صحیح و حق مذہبِ ناجی مکہ مدینہ میں ہیگا۔ بلکہ حدیثِ افتراقِ اُمّت میں یہ لکھا ہی کہ علیؑ کے طرفدار حق پر ہیں۔ حق علیؑ کے ساتھ ہے جس طرف علیؑ ہو۔ اُدھر ہی حق پھر جاتا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ جب اُمّت میری متفرق ہو تو اہلِ مکہ و مدینہ حق پر ہونگے۔ علاوہ ازیں بنی اُمیّہ و یزید لعین کی عملداری وہاں مدتوں رہی۔ مروان بے ایمان معتمد و مُقرّب حضرت عثمان بن عفّان وہاں کا حاکم رہا۔ سالہا سال مسجدِ نبوی میں نماز پڑھائی عبّاسیہ کا دور رہا۔ دونو عہد میں سب اہلِ مدینہ و مکہ فاسق و فاجر بادشاہوں کی بیعت گزار رہے۔ کیا شیعہ اثنیٰ عشری بھی بدتر ہیں جنہوں نے اہلبیت پر ظلم کئے۔ آلِ رسولِ مقبول کو مقتول کیا۔ ہزارہا ایجاداتِ

اعتقادات و اصول و فروع میں نئی پیدا کئے۔ عباسی بتصریح سنیاں خصوصاً ہارون الرشید و مامون الرشید تو شیعہ تھے سب اہلِ حجاز انکی تابع تھے۔ پس حقیت وہاں کی کہاں رہی۔ بعد آنحضرت بلال مؤذن و سعد بن عبادہ و دیگر انصار و اصحاب کبار و مومنین ابرار مدینہ سے باہر چلے گئے تھے۔ کیوں مدینہ میں نہ رہے۔ یزید نے حجر اسود توڑ دیا۔ مسجدِ نبوی میں گھوڑے باندھے۔ تین دن بعد جناب سجاد نے لید اٹھائی مکہ میں تو نام اہلِ بیت نہ رہا۔ اور مدینہ میں بھی گوشہ نشین رہے۔ مدتوں مدینہ اہلبیت برحق سے خالی رہا۔ اسوقت حقیت کہاں گئی تھی۔ اب اور سنئے قبل بعثت آنحضرت مکہ معظمہ میں بت پرستی ہوتی تھی۔ ذبیح جلیل حضرت اسمٰعیل کے بعد سے وہ مقام معبد اصنام رہا۔ کفارِ مکہ مشہور تھے قریش کی ناراضی خلافتِ مرتضیٰ علیؑ سے معروف و کتب میں مذکور ہے مکہ میں عبداللہ بن زبیر بیچارہ مارا گیا۔ مدینہ میں حضرت جامع القرآن جامی مروان پر وہ کچھ ہوا۔ جنگِ جمل کی بناو ہیں سے ہوئی۔ آپ کے جنتی

سالہا سال تک یعنی ۴۱ھ ہجری سے ۹۹ھ تک بحکم معاویہ مکہ مدینہ کے اندر خاص مسجد الحرام و مسجد نبوی میں حضرت علی و جناب حسنین علیہم السلام کی خدمت میں بے ادبی و لعنت ہوتی رہی۔ یہ کلمہ تبرا آخرِ خطبہ میں تھا جسکی جگہ اب آیتِ قرآنی بحکمِ عمر بن عبدالعزیزؒ ہے ۱۲ منہ

لوگ یعنی طلحہ و زبیر علیؑ کے برخلاف وہاں لڑائی میں شریک ہوے بعض صحاب و اولادِ صحابہ ان جھگڑوں میں موجود تھے۔ عبداللہ بن[1] عمر نے علیؑ کی بیعت نہ کی اور یزید و متوکلِ ملعون کی بیعت و پابوسی بہت اعتقاد سے کی اور خلعِ ترکِ بیعتِ یزید سے منع کیا۔ غرض اس چال چلن کے آدمی وہاں تھے اور ہمیشہ اکثر رہے ہیں اور اب بھی ہیں۔ ایسے جھجے لُچّے اور بُرے بہت و ہاں اب بھی ہیں۔ ایک مذہب و ملت نہیں۔ ہاں کلمہ گو ہیں سو شیعہ بھی کلمہ گو ہیں۔ چنانچہ آپ بھی انکو ۲۷ میں شامل سمجھتے ہیں۔ مگر کلمہ گوئی کو آپ کافی پہلے ہی نہیں سمجھتے ہیں جبتک کہ اور اعتقادات کی تحقیق نکرے۔ غرض کہانتک اس دلیل ذلیل کی تردید کیجائے۔ آپ خود سمجھ لیں کہ بدون اپنی سمجھ کے اور بغیر دخلِ وجدانِ سلیم کے حق نہیں معلوم ہوتا۔ اور اوّل فضلِ خدا چاہیئے۔ دعائے ہدایت بھی بخشوع و خضوع پُر ضرور ہے۔ غرض ایک اور سُنئے کہ مفتی صدرالدین صاحب صدرالصدور دہلی ایک رسالہ مطبوعہ میں بجواب مولوی میر محبوب علی صاحب لکھتے ہیں کہ

[1] ذرا خلاصۂ مسعودی مطبوعۂ دہلی مصححہ جناب مولوی مملوک العلی صاحب مرحوم ملاحظہ فرماویں تو حال انقلاب بعضے اصحاب و صاحبزادوں کا معلوم ہوگا۔ عبداللہ بن عمر کی موت کیسی ہوئی ۱۲ منہ

مسجدِ نبوی و مسجد الحرام میں سالہا سال بزمانۂ بنی اُمیّہ اہلبیت پر
لعن و تبرا بعد نماز ہوا کیا اور تابعین و تبع تابعین وہاں نماز گزار رہے
کسی نے نمازِ مسجد ترک نکی۔ جامع مسجدِ دہلی نے کیا قصور کیا کہ بسببِ
وقوعِ بدعات قابلِ ترکِ نماز ہووے۔ واہ کیا ایمان تھا کہ زمانۂ معاویہ
میں ۴۱ھ سی لیکر عمر بن عبد العزیز کے وقت تک یہ غضب کی بدعت
خاص مسجدوں میں رہی ۹۹ھ میں بیچارہ عمر بن عبد العزیز نے یہ بدعت
دُور کی۔ اور خطبہ میں سے عبارت تبرائے علیؑ اور حسنینؑ کی دُور
کرکے آیۂ قرآنی اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الخ میں لگادی
خدا تعالیٰ اُسکو اس امرِ خیر کی جزائے نیک دے۔ دیکھا اس مذہب کے
لوگ حجاز میں رہے ہیں۔ یہ سُنی تو ہمارے نزدیک اُنسے بدرجہ بہتر ہیں۔
حضرت معاویہ کھنے والے اب بھی وہاں بکثرت موجود ہیں۔ ایسے آپکو
باوجودِ سیادت فخر ہے۔ کیا کہئے حضور سے بالمشافہ زبانی باتیں ہوں تو
حال معلوم ہو۔ سو یہ بسبب آپکی بلند رتبگی کی شاید میسّر نہو۔ رہا اب یہ کہ
امام مالک بعضے مسائلِ فقہ میں اجماعِ اہلِ مدینہ کو دلیل جانتے ہیں سو
اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کُل اہلِ مدینہ اہلِ حق ہوں اور کوئی ناحق

مذہب کا نہیں نہو بلکہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مدینۂ منورہ اہلِ حق سے خالی
نہیں - سو میں لکھتا ہوں کہ یہہ اب بھی نہیں بہت سے اہلِ حق و شیعہ
پاک وہاں اب بھی موجود ہیں - توریت و انجیل سے جو بمشکل و بتکلف
صحابہ کی تعریف و توصیف بیان کی ہی سو یہہ نہایت تعجب کی بات ہے -
صحابہ کے اوصاف کا کون منکر ہے بے شک بہت سے اصلی صحاب درجہ
بدرجہ قابلِ تعریف ہیں - تحصیلدار صاحب نے خود مُلّا مجلسی کی زبانی چار سو
کئی صحاب اتقا کی فہرست لکھی ہی - بلکہ ہزاروں کی تعداد منقول ہی -
بہت سی لڑائیوں میں شہید ہوئے مشکل یہہ ہی کہ آپ کے ذہن میں لفظ صحابہ
کا سُنتے ہی ثلاثہ کا خیال آتا ہی - کیونکہ آپکے ذہن میں فقط وہی صحابہ
اخیار ہیں - حالانکہ صحابہ میں بہت تفضیلئے مثلِ حسّان بن ثابت باقرار
شاہصاحب موجود ہیں - اس قسم کو شاہصاحب شیعۂ نیک بتلاتے ہیں
حضرت عمّار یاسر جو فرقۂ باغیہ طاغیہ معاویہ کے ہاتھ سے شہید ہوے - اور
ابا ذرِ غفاری جو بحکمِ مروان و زیرِ عثمان بن عفّان مدینہ سے نکالے گئے - اور
سلمانِ فارسی و جابر بن عبد اللہ انصاری وغیرہ کیسے خالص اصحاب باوفا
تھے کہ انجام تک یکساں رہی - زوجہ نیک ایسی ہوتی ہیں جیسی اُمّ سلمہ رض کہ

خاندانِ اہلبیت سے مرتے دم تک جدا نہوئیں۔ اور حضرت سیدہؑ سے
تفوق نہ ڈھونڈا۔ حضرت امیر حمزہ و حضرت جعفر طیّارؓ و سیکڑوں اہلِ بدر
روبرو آنحضرتؐ کے شہید ہوے جسکے خاتمہ بخیر ہونیکی گواہی آنحضرتؐ نے دی۔
جسپر خلیفہ اوّل نے سنکر رو دیا اور کہا کیا ہم ایسے نہیں آنحضرتؐ نے فرمایا
لَا اَدْرِیْ مَا تُحْدِثُوْنَ بَعْدِیْ یعنی میں نہیں جانتا کہ تم
میری بعد کیا احداث کروگے۔ جامع الاصول میں بھی یہ حدیث لکھی ہی
اور بخوبی ثابت ہے۔ پس علی العموم صحابہ کی تعریف سے وہی صحابہ نیک
ثابت ہوسکتے ہیں جنکا بعد کو بھی خاتمہ بخیر ہوا۔ نہ کل۔ مثلاً آپنے تمام اُمتِ
محمدؐ پر صلوٰۃ بھیجی تو شاید خاص مراد لوگے۔ کل مسلمان مراد نہیں ہوسکتی۔
ورنہ مشکل ہوگی۔ افسوس آپنے یہ فقرہ تو خوب سُنا ہوگا کہ کوئی عام ایسا
نہیں جو خاص نہو۔ غرض ابوسفیان و وحشی وغیرہ کو تو آپ بھی شاید اِن
فضیلتوں میں شریک نہ سمجھیں حالانکہ آپکے نزدیک انکا آغاز بُرا ہی انجام
تب بھی بُرا نہیں۔ فسوس شیعہ اُن لوگوں کو اِن فضیلتوں میں کسطرح
شامل سمجھیں جنہوں نے شروع مرض الموت نبوی سے بروایاتِ ستّہ وہ
باتیں کیں کہ جو دوستداری سے بہت بعید ہیں۔ منافقین و مؤلفۃ القلوب بھی

آنحضرتؐ کے ساتھ تھے وہ بھی کیا اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّار ہیں ہرگز نہیں پھر
بھلا بھگوڑے و مُتَخَلِّفِین اس فضیلت کے مستحق کسطرح ہوسکتے ہیں۔ اثرِ سجود
کس کس کی پیشانی پر نہ تھا۔ معاویہ و مروان وغیرہ کیا نمازی نہ تھے۔
کیا وہ نمازیوں میں محشور ہونگے۔ مقداد و ابوذر و عمار پر کیا خوب رحم کیا گیا۔
یہ لوگ ظالم رُحَمَآءُ میں داخل ہیں۔ جنگِ جمل و جنگِ صفین کی لڑائیوں سے
خوب صاف واضح ہوگیا کہ یہ لوگ طرفدارانِ علیؑ ہیں۔ ورنہ رحم دلی
کی باہم کیا یہی صفت ہے۔ خلیفۂ دوم نے سعید بن عبادہ کا مُنہ مارے
طپانچوں کے لال کردیا۔ اور سقیفہ میں پامال کیا۔ زبیر کی تلوار علیؑ کے
دروازہ پر بروایتِ مورخین توڑ دی اور اُسکو پھاڑ کر زیب دہِ سینۂ
صوابِ گنجینہ ہوئی۔ علیؑ کے دروازہ پر آگ لیگئے۔ یہ سب کچھ باقرار
شاہ جیو صاحب بھی ثابت ہی۔ یہی رحم کی صفت ہے۔ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّار
سے مُراد حضرت امیر حمزہ و حضرت جعفر طیار و جناب امیر وغیرہ فقط کیوں
نہیں ہوسکتی۔ یا تمام شہدآءِ بدر و صحابۂ جلیل القدر۔ اور فقط جناب
امیر علی علیہ السلام بھی مراد ہوسکتے ہیں جیسے آیۂ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ میں
رَاکِعُوْن سے مراد حضرت علیؑ ہیں چنانچہ درِّ مختار میں بھی مذکور ہے کہ حضرت علیؑ نے

نماز میں صدقہ دیا خدا نے اُنکی صفت و ثنا کی اگرچہ یہ نہ کہا کہ انحصار روایات
فرمائے مگر اس اتنی بات سی بھی سب کچھ نکل آتا ہے۔ غرض موصوف با ینہمہ
صفات فقط مرتضیٰ علیؑ بھی ہو سکتے ہیں خصوصاً جبکہ انکے ساتھ اُنکی ذریت
مُطّہرہ بھی مراد ہو۔ جمع کی ضمیر سے ایک شخص مراد ہو سکتا ہے۔ آپ
بھی آگے جاکر خود قائل ہیں کہ خطاب عام ہوتا ہے اور مراد خاص لیتے
ہیں یہ عرب کا بڑا محاورہ ہے۔ باقی اور جو کچھ توریت و انجیل سے عام تعریف
صحابہ کی بہ دقتِ کمال اشکال سے نکالی وہ بشرطِ ثبوت آپکی مُفید نہیں
اور ہمکو کچھ اس سے ضرر نہیں۔ آپکے صدیقِ اکبر اور فاروق عمر نے جو باپ
بھائی کے مارنے پر کمر باندھی بالفرض یہ سب صحیح۔ مگر کیا عمل نیک بد کا رسے
حبط نہیں ہو جاتے۔ دوسرے یہ کہ اگر قتل پدر و برادر نیک ہوتا تو ضرور آنحضرت
قبول و منظور فرماتے۔ اور حضرت علیؑ بھی کبھی ایسی بات کہتے۔ خلاف صلہ رحم و
موافق قساوتِ قلبی یہ امر ہوگا جو آنحضرتؐ نے منظور نفرمایا۔ یہ تو عبد اللہ
بن سلول کی نماز بھی نہیں پڑھنی دیتے تھے۔ حضرتؐ نے کیوں پڑھی۔ غرض
سعادت و قساوت میں فرق سمجھنا چاہئے۔ کنتم خیر امّتہٖ سی آپ نے کچھ

لیتہ اسلام کے روبرو رشتہ داروں و عزیزوں کا خیال نکرے مگر اسکو خلاف سے کیا تعلق یہ اعتراض
بظاہر اُن غالی شیعوں پر ہو سکتا ہے جو صحابہ کو مسلمان نہ سمجھے ۱۲ منہ

ثابت نہیں کیا اور نہ اتنی طول طویل سے آپکا مطلب نکلا لیکن ہاں
آپنے اعتراض کیلئے قدم بڑھایا۔ مگر اُسکا بھی مقصد نہ پایا۔ بعضوں نے جو
خَیرَ اُمّۃ سے ائمہ مراد لئے ہیں اُنکا یہ مقصود نہیں کہ متن قرآن میں خیر ائمہ
تھا بلکہ خیر اُمّۃ خود ائمہ ہیں۔ آپ طریقہ کی عبارت میں مثلاً انکے گفتہ شو نحو
کے معنی افسوس نہیں سمجھتے۔ اور وجہِ اوّل بعید ست کی معانی کو تو آپکا
ذہن کسطرح پہنچا کہ یہ بعید ہے۔ آپ جناب میرن صاحب کی وفات پر
افسوس کرتے ہیں۔ یہاں تشریف لائے۔ دیکھئے کسطرح سمجھایا جاتا ہے یا
لکھنؤ میں اُنکی اولاد موجود باجو دہے۔ آپ دولتمند ہیں۔ ریل جاری ہے
پھر افسوس کیسا یہ تو آپنے بالکل ایسی بات لکھی جیسے پیر مریدوں کو
بھکایا کرتے ہیں۔ غرض آپ کہیں نہ جائیے نہ آئیے۔ وہیں بیٹھے رہیے
اور ذرا غور سے سمجھ لیجئے کہ خیر ائمہ سے فقط علیؑ بھی مراد ہو سکتے ہیں
چنانچہ آپ خود صفحہ ۳۰ کے حاشیہ پر رقم فرماتے ہو کہ عام سے مراد خاص
لینا عرب کا دستور ہے دوسری جبکہ اُنکی ذریت طاہرہ جو کہ انکی صلب مُطہّر میں
تھی وہ بھی مراد ہو تو کیا تعجب۔ حضرت آدمؑ کی طرف بعض مقولات میں
اشارہ ہوا ہے اور مراد اُنکی اولاد ہے۔ چنانچہ استقصا کی دوسری جلد میں

ملاحظہ فرمایا ہوگا - قرآن شریف میں بیشک انوارِ ہدایت ہیں مگریہ بھی
آئمہ سے منقول ہے کہ اسکی تفسیر راسخون فی العلم ہی خوب جانتے ہیں اور انکے
نزدیک بجز خدا کوئی نہیں جانتا آپکے ہاں سے بھی خوب ثابت ہے کہ قرآن
شریف مجمل و مفصل و عام و خاص وغیرہ ہے خود خدائیتعالیٰ قرآن شریف میں
فرماتاہی کہ قرآن شریف میں آیاتِ محکمات بھی ہیں اور متشابہات بھی
جنکے دلوں میں کھوٹ ہے وہ متشابہات کی پیروی کرتے ہیں سو آپ
ہیں کہ اپنی مطلب کے لئے عام آیتوں کو اپنے خاص صحابہ کیلئے مقرر کئے لیتے
ہیں - اور طعن نقصِ قرآن کا جو بعض روایاتِ شاذہ ماولہ سے کیا ہے وہ
بتصریح مولوی آل حسن صاحب کتاب استفسار و بتشریح مولوی رحمت اللہ صاحب
اعجاز عیسوی و بہ تحریر مولانا مولوی الطاف حسین حالی صاحب تریاقِ
مسموم خلافِ جمہورِ شیعہ و جہابذۂ امامیہ ہے آپکے شاہ صاحب اس طعن
میں سارق خواجہ نصر اللہ کے ہیں - وہ بیچارہ کابلی اس طعن کے
فسادات کو نہیں سمجھا - آئندہ شاید آپ ایسے مطاعن کو باوجودِ ملاحظہ
شروعِ مسلکِ ثانی استقصا جو نقضاً لکھا گیا ہے اچھا سمجھیں یا نہ سمجھیں -

ہم بہر نمط تابع ہیں ؎ ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے

جو اسپر بھی نہ وہ سمجھے تو اُس بُت کو خدا سمجھے ۔ دوسری آیت سے بھی
مُہاجرین کی صفت و ثنا نکلتی ہے لیکن یہہ نہیں ثابت ہوتا کہ بعد کو
کسی مہاجر سے بدی نہ ظاہر ہوگی۔ ہاں پہلی بُرائیوں کا تو خدا تعالےٰ عوض
کر دیگا لیکن بعد آنحضرتؐ خود خاص اُنکی اہلبیتؑ کی نسبت ظلم ہوئے اُسکا کیا
علاج ۔ یاد رکھو کہ یہہ مدارج مہاجرین کو فقط آنحضرتؐ کے باعث سے نصیب ہوئے
پس جب بسبب ناراضی اہلبیتؑ ہی سرور اہلبیتؑ ناراض ہوا تو پھر کیا اعمال
حبط نہیں ہو سکتے۔ کیا حقوق عباد پر مواخذہ نہو گا مَن قتل
مؤمناً متعمداً فجزاؤہ جہنم الخ کیا بعض صحابہ حوضِ کوثر
سے جہنم کو نجائینگے۔ اور کیا سرورِ کائنات اُنپر لعنت نفرمائینگے۔ اسپر بھی
ملحوظ رہے کہ یہ محدثین مفسرین و ناکثین و مارقین و قاسطین خواہ کوئی شروع
ہی سے بمنزلہ منافق ہو یا اپنی دل میں منافق نہو مگر خدائے علیم کے نزدیک
بدانجام ہو اور بعد آنحضرتؐ کے مرتد لغوی یا شرعی ہوگیا ہو۔ یا یہ کہ بسبب
ظلم اہلبیتؑ منافق و مرتد کے رُتبہ کو فائز ہوگیا ہو۔ مآل و انجام سب کا
ایک ہے۔ اہلسنت اس اختلاف رائے سے اختلاف اصل مضمون نہ سمجھیں اور
اختلاف اقوال کسی مذہب میں نہیں اس سے اصل بات فوت نہیں ہوتی

اور یہ امر تکذیبِ مذہب حقیقی نہیں۔ وہ کونسی زمین ہی جہاں آسمان
نہیں۔ بالجملہ منافق و مرتد و ظالمِ اہلبیت و ناکثین و قاسطین و مارقین
بحدیثِ صحاح ان آیتوں میں شروع ہی سے بعلمِ خدا شریک نہیں جیسا یہود
آخر یوطی نیک حواریین میں شریک صفت نہیں۔ حالانکہ جا بجا صفتِ
حواریین انجیل بلکہ قرآنِ شریف میں بھی موجود ہے۔ مگر بد انجامی سے معلوم
ہوگیا کہ یہود اس توصیف میں داخل نہیں۔ اسما بنت اشعث زوجہ امام
حسن علیہ السلام کو کچھ صحبت سے فضیلت حاصل نہوگی۔ بنی اسرائیل کی
تعریف جہاں ہی وہاں نیکوں ہی کی ہے۔ بدوں کی نہیں۔ بُروں
کی مذمت بھی موجود ہے۔ آخر سورۂ منافقین بھی تو نازل ہوئی۔ جا بجا
نفاق پیشوں اور خام کاروں اور بد عمالوں اور کجروں کی مذمت
قرآن شریف میں موجود ہے۔ مہاجرین کی تعریف بھی مذکور ہے۔ مگر
یہ بھی قرآن شریف میں مسطور ہے کہ بعض اپنے گھر سے **بَطَرًا وَّرِئَآءَ
النَّاسِ** یعنی اترا کر دکھلانیکو نکلتے ہیں۔ ایسے مہاجرین کی
مذمت بھی ہے۔ آپ اِن آیات کی معانی تو مجمع البیان وغیرہ سے
لکھتے ہیں۔ مگر آگے جو صاحب مجمع البیان بطور جواب یا دفع دخل اپنا

قول لکھتے ہیں اُس سے آپ صریح چشم پوشی کرتے ہیں اور مُفت کتاب بڑھاتے ہیں لاتقربوا الصلوٰۃ پر عمل فرماتے ہیں۔ اسطرح تحریر و تقریر بڑھتی ہے اور تصفیہ خاک نہیں ہوتا۔ کوہ کندن و کاہ برآوردن کا نقشہ ہے۔ فائدہ کیا ہیں اُن اقوال کا ترجمہ کر سکتا ہوں وہی آپکے باتونکا جواب ہو جائیگا لطف یہ تھا کہ آپ اُن جوابوں کا نقض کرتے تو البتہ نئی بات معلوم ہوتی آپ صاحبِ تحفہ کیطرح انہیں مضامین کہنہ کی مرمت بیجا کرتے ہیں۔ یہ عام فریبی ہے نہ تحقیق۔ بیعت رضوان میں ایسے بھی لوگ تھے جنکو خدا فرماتا ہے فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ یعنی جو اس بیعت کو توڑیگا وہ اپنے نفس پر عہد شکنی کریگا۔ علاوہ ازیں اسکا جواب کیا کہ بدانجام بدمآل لوگ پہلے ہی علمِ خدا میں اس آیت سے خارج تھے۔ دیکھو ابنِ ملجم کا انجام کیا ہوا۔ حالانکہ وہ کمبخت حضرت کا غلام و خدمتگار تھا۔ بسبب توقیرِ خبرِ فتح جنگ نہروان کے کوفہ میں منادی دیتا پھرتا تھا جو قطامہ ملعونہ پر عاشق ہوا یا کسی طمع و غرض سے۔ یقیناً آپکے نزدیک بھی سیدھا جہنم کو سدھارا۔ اگرچہ بظاہر خصوصاً آپکے عندیہ میں کسی ضروری اسلام کا منکر نہ تھا۔ پس سب ثواب جہاد و ہجرت کا جو ہمرکابِ سعادت انتساب امام علیہ السلام

اس سے ظہور میں آیا برباد گیا۔ اب رہی یہ بات کہ آپ جو اس بیعت کی خوبی روایتوں سے بیان کرتے ہیں اور مُلّا کاشانی اور کشف الغمہ کیطرف رجوع فرماتے ہیں سو یہ ثبوتِ قرآن شریف سے نہیں آخر پھر روایتوں سے مطلب نکالا۔ نام قرآن شریف کا لیا۔ اور روایات کی بھی تحقیق و تصحیح نکی کشف الغمہ میں سُنّیوں کی بھی روایتیں ہیں رہی مُلّا کاشانی کی تفسیر سو اس روایت کی سند نہ لکھی حالانکہ آپکے علماء مثل مولوی رشید الدینخاں صاحب مفسّرین کی روایات کا چنداں اعتبار نہیں کرتے۔ بہت عالم آپکے ہاں کہتے ہیں کہ اہلِ تفسیر کے ہاں یہ وبا پھیل گئی ہے کہ بے تحقیق روایتیں درج تفسیر فرماتے ہیں۔ سوائے ازیں مُلّا کاشانی کی روایت احاد میں ہے۔ روایت جابر بن عبداللہ انصاری کی جو کشف الغمہ سے آپنے رقم فرمائی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اُنمیں سے ایک شخص قید بن قیس کا نفاق تو بالاتفاق ظاہر ہوا کہ اُسنے بیعت شکست کی پس کُلّیہ قفل اس بیعت رضوان کا توٹ گیا۔ اور اگر صاحبانِ بیعتِ شجرہ میں سے کوئی بھی قابل دوزخ نہوتا تو خدا یوں کیوں فرماتا کہ جو اس بیعت کو توڑیگا تو اپنی نفس پر توڑ ڈالیگا۔ بلکہ یہ کہتا کہ اب کوئی اس بیعت کو نہیں توڑیگا یا توڑیگا بھی تو ہم اب کچھ اُنکی اِس بیعت کا خیال نکرینگے۔

بہرنمط جنت دینگے۔ جناب پیر صاحب ایسی نیک افعال کے ساتھ بھی خاتمہ پر
نظر ہے۔ اور ضرور انجام نیک شرط ہی۔ ورنہ پھر بعد کو اعمالِ صالحہ وغیرہ کا
بھی خیال نہ ہے۔ جیسے روایتوں سے آپنے اپنی صحابوں کی فضیلت اس
آیہ سے مستنبط کی اسیطرح شیعہ ان صاحبونکی ہزیمت اور اس فعلِ فرار کی قباحت
روایاتِ متواترہ و آیۂ قرآنی وفقہ یزدانی سے ثابت کرتے ہیں جنگِ حُنین
میں یہ آیہ بھاگنے والونکی شان میں نازل ہوئی ہی اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ
الشَّيْطَانُ۔ یعنی شیطان نے اُنہیں بھکادیا اور پھسلادیا اور عفو بھی
اس فعل کے قبیح ہونے پر دلالت کرتی ہی۔ پس فرارِ خیبر و بدر کی معافی قرآنِ
شریف میں دکھلائی۔ آپ جو یہ فرماتے ہیں کہ خدا فرارِ خیبر کی خبر قرآن شریف
میں کیوں نہ دیتا۔ سو خدا نے تو خود جنگِ خیبر کی بھی خبر قرآنِ شریف میں
نہیں دی۔ بہت سے ایسے امور نہیں فرمائے۔ تفصیل تو بہت ہی کم ہے
خود علماءِ اسلام سُنّی مسلمان عدمِ تفصیلِ معجزاتِ نبوی کا قرآن شریف
میں طرح طرح سے جواب لکھتے ہیں۔ یہ آپنے کیا کہی۔ وہی جانے کہ اُسکی کیا
مصلحت ہے۔ اس سے علاوہ اسقدر تو سُنی پہلے ہی خبر دی تھی کہ ان بایعان
تحت الشجرہ سے کچھ یہ لوگ بیعت توڑینگے سو وہ اپنی جان پر توڑینگے۔ یہ حدیث

مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ میں مندرج ہی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں کل
اُس شخص کرّار غیر فرّار کو واسطے جنگ خیبر کے بھیجونگا جو اللہ و رسولؐ کو
دوست رکھتا ہی اور خدا و مصطفیٰؐ اُسکو دوست رکھتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر
ہے کہ شیخین پہلے اور دوسرے دن بھاگے اور علَم ڈال آئے۔ بہت کتابوں میں
یہ روایت موجود ہے خصوصاً باوصف تعصب مصنف قصص الانبیا تک نے
بھی یہی لکھا ہے ؎ قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا ؛ آپنے عزت اسلام
بھی برباد کی۔ اور لطف یہ کہ معلوم ہوا خدا و رسولؐ کے دوست بھی نہ تھے
مجکو مفت قصص و حکایات لکھکر حق و باطل خلط منظور نہیں۔ اور زٹل
تقریر سے طول دینا یہ مولوی حیدر علی صاحب منتہی الکلام و ازالۃ الغین
کا پیشہ ہے ورنہ جو تقریریں ان مقدمات میں سُنیوں سے ہوئیں کچھ گزارش
کرتا۔ ایکدفعہ قبلِ غدر بوقتِ شب خانصاحب مسیح اللہ خاں وکیل ہائی
کورٹ کے مکان پر روبروئے جناب حاجی احمد جان صاحب و جناب منشی
محمد ذکاء اللہ صاحب کے مولوی حیدر علیصاحب سے اس مقدمہ میں تقریر
ہوئی۔ اگرچہ انکی جانب چند تماشا دیکھنے والے دخل در معقولات بھی دیتے
تھے اور ہنسنے میں بھی مولوی صاحب کے مددگار رہتے مگر بجز اسکے کہ اس روایت کو

ضعیف زبانی کہیں اور کچھ نہ بن آیا۔ اور مسند احمد بن حنبل کی روایت کا جواب آئین بائین شائیں تھا صبح کو جناب مفتی فی کار اللہ صاحب نے روبرو میر علی نقی مرحوم وغیرہ کے یہ فرمایا کہ طرفین سے کوئی نہ ہارا غرض بھاگ ڈر اور بات ہے۔ اور بندہ ان جدال و مکابرہ سے نہایت متنفر ہے۔ اور صاحب منتہی الکلام کی عادت تقریراً تو کیا تحریر میں بھی بخوبی ظاہر ہے چنانچہ بہت سے منصف سنی بھی اسکی معترہیں۔ اسپر بھی انکی سب لن ترانیاں خاک میں ملگئیں کتاب استقصا کے چھپتے ہی انکی قلعی کھل گئی کہ باوصف مہلت و آسودگی و نوکری حیدرآباد و رامپور و عہدہ داری کو فرزندان کے جواب استقصا میں قلم بھی نہیں اٹھا۔ ناچار رامپور چھوڑنا پڑا۔ اب ناحق رؤسا کو بدنام کرتے ہیں اور الزام دیتے ہیں۔ حال تو ان بزرگوار وں کا یہ ہے مگر دعویٰ وہ کچھ۔ جناب میر صاحب نے آیتوں کا تو نام لیا اور روایتوں سے بے تفتیح کام لیا۔ شاہ جیو صاحب نے تو رسالۂ وسیلۃ النجات میں جسکو تحفہ اثنا عشریہ کا خلاصہ قرار دیا ہے طرفین کی کتابوں کو بالائی طاق رکھنا بتا کر صحابِ ثلاثہ کی ثناخوانی کا ادعا محض قرآن شریف سے کیا ہے۔ حالانکہ بغیر تاریخ و روایات آخر پھر کام نہیں چلتا۔ ہے یہ کہ شاہ جیو صاحب کو ہمیشہ نئی نئی اپج سوجھی ہے۔ باایںہمہ سرقہ و دروغ و پوچ گوئی کشف و کرامات کا دعویٰ۔ پیراں نمی پرند و مریداں می پرانند۔ اگر وہ جیتے تو میں صواعق لیکر تحفہ سے مقابلہ کو

عرض کرتا اور پھر کہتا کہ میاں شاہصاحب آپنے سونی پت میں نانا کے
ہاں کتب خانہ شیعوں کا کہاں سے دیکھا۔ خوب صواقع ہاتھہ لگ گیا۔ واہ کیا
دیانت و شہرت ہی۔ بستان المحدثین مفتاح کنز الدرایہ کی تصویر ہی۔ مگر خیر
شاہصاحب میرزا محمد دہلوی خلیفہ شاہ محمد سے داغ بر داغ لیگئے۔ خلیفہ
شاہ محمد شاہصاحب کے رشتہ دار تھے۔ اور حدیثِ فدک کا جواب صاحبِ تحفہ سے
سنکر شیعہ مومن ہوے۔ حاصل کلام یہ کہ کلام اللہ کا سمجھنا بہت مشکل ہے۔
اور یوں بے معنی لافظ ہونا اور بات ہے۔ اگر آپکو دعوی کلام اللہ فہمی کا ہی تو
مشکل رطب و یابس قرآن شریف سے ثابت کیجئے۔ اور ذرا وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ
إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ کو تلاوت فرمائے
فقط قرآن شریف سے جو جو اعتراضات نصاری کرتے ہیں آپ سے تو ہرگز
جواب بھی نہ دیا جائیگا۔ آپکے مفسرین بھی جا بجا منہ کے بل گرتے ہیں
ذرا اعجاز قرآن ہی کا مطالعہ کیجئے۔ بہتر فرقے قرآن شریف ہی سے لڑتے ہیں
آخر آپکا اور آپکے دوست سیّد احمد خانصاحب بہادر کا قول ہے کہ
قرآن شریف کو موجودات سے ملانا چاہئے نہ برعکس۔ بلکہ تمام کتبِ سماوی
کا محاورہ اور طور ہے۔ افسوس آپ جہاں مہاجر و صحاب کا

لفظ دیکھتے ہیں وہاں صحابِ ثلاثہ ہی مراد سمجھتے ہیں۔ شیعہ جہاں
قرآن شریف میں ظالمین و فاسقین و فجّار کا لفظ پاتے ہیں وہاں غاصبین
خلافت ہی مراد لیتے ہیں۔ منافقین سے دشمنان اہلبیت ہی مراد سمجھتے ہیں
سورہ منافقین میں ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ کو غور فرمائیے کہ ایمان کے بعد کفر بھی ہے۔
اِتَّخَذُوْا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
خلاصہ یہ کہ جابجا فاسقین و فجّار کی جزا جہنّم قران میں مذکور ہے۔ اور
بداعمالوں کی سزا مسطور ہے۔ پس اُن سب آیاتِ محکمات سے صحابِ ثلاثہ
مراد کیوں نہیں لیتے۔ آخر خدا نے اس اُمّت میں سے کس کس کا نام لیا۔ جو انکا
لیتا۔ اور فتحِ خیبر ہی کا حال نہیں لکھا۔ شکست کھانیوالوں کا نام کیونکر لکھتا
مگر یہ لکھا ہی کہ جو جہاد میں قایم رہتے ہیں اور صبر کرتے ہیں خدا اُنکو مدد دیتا ہے۔
اور جو خدا پر اعتقاد نہیں رکھتے وہ بھاگ جاتے ہیں۔ غرض ایمان و ہجرت وغیرہ
جب ہی معتبر ہے کہ مرتے دم تک ہو۔ اور نماز و زکوٰۃ بھی جبھی سود مند ہے کہ
خاتمہ بخیر ہو۔ ورنہ جبھی تو مرتدین و منافقین مثل بلعام و برصیصا وغیرہ بھی
ہر ایک اُمّت میں چند روز صالح ہو گئے ہیں۔ قابیل پسرِ آدمؑ پہلے کیسا شخص تھا

قرآنِ شریف بامعانی تلاوت کیجئے اور پھر بدکارانِ امّت کی مذمّت
ہر ایک سورہ میں لیجئے۔ نام کی تصریح نہ چھوٹوں کی نہ بڑوں کی۔ زنِ نوحؑ و
لُوطؑ کی کفر کا بیان صریحاً دیکھئے۔ ازواجِ مصطفیٰ کی نیکی بدی بھی سُنئے
پس جو چاہیے عتقاد کر لیجئے۔ اس امّت میں سب بدترین کا نام ابولہب مسطور ہے
اور ہاں چھوٹوں میں زید پدر اسامہ کا نام ہی۔ کاش آپکے صحابِ ثلاثہ لشکر
اُسامہ سے نہ پھرتے تو آپ ابن اسامہ بن زید کو علیؑ سے افضل بتلاتے۔ کیونکہ
انکی نام کی تصریح ہے اور شاید تفضیل تصریح نامِ نامی زید کو خلیفۂ اول بنانے
تو زیبا تھا۔ خلاصہ یہ کہ گو وحی آنحضرتؐ پر نازل ہوا کی۔ مگر سب باتیں بطور
قرآن شریف از راہِ وحی مُفصّل نازل نہیں ہوئیں۔ اور یہ جو آپ نے فرمایا
ہے کہ خدا نے انکی دل کی بات جانکر تسلّی نازل کی۔ سو انکی دلی بات شاید
خوف و ضطرار ہو جو باعث تنزیلِ تسکین ہوا۔ دلی بات سے ایمان ہی مراد
لینا یہ آپکی خوش فہمی ہی۔ مُلّا کاشانی و دیگر مفسّرین و متکلّمین نے جسطرح
اِن آیات کا جواب مُفصّل لکھا ہی آپ نے ہرگز اُن تقریروں کو نہیں لکھا۔

۱؎ دوسری صحیح اور محقق مذہب شیعہ یہ ہی کہ خلفاء کے آغاز سلام و ایمان میں تو کچھ کسر نہ تھی لیکن اکثر اعمال میں بعد ایمان لانیکے افراط و تفریط ہوئی پس نیک اعمال حبط ہو گئے چنانچہ کلام خدا شاہد ہے وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

انکے کلام کو خلط کر کے بگاڑ کر اپنے طرف سے خلاصہ کیا ہی۔ ورنہ جس طرح
انہوں نے جوابات لکھی ہیں وہ بعینہ دیکھے جاویں تو ناظرین کی بخوبی تسلی ہو جاوے
میری پاس وہ کتابیں نہیں جو یاد یا ذہن میں آتا ہی گزارش کیا جاتا ہے۔
قاضی شوستری رحمہ نے جو یہ جواب دیا کہ خدا تعالی اس فعل یعنی بیعت پر دخت
سے اُسوقت البتہ راضی ہوا اسمیں کچھ خرابی نہیں۔ قاضی صاحب اسکی
مثالیں بھی لکھتے ہیں اور نظیریں بھی دیتے ہیں۔ وہ آپنے چھوڑ دیں۔ میں
اپنی طرف سے لکھتا ہوں کہ سورہ فتح میں خدا فرماتا ہی کہ اے محمّد جب لوگوں کو
دین میں داخل ہوتے دیکھتا ہے تو اپنے رب کی تسبیح کر۔ پس کیا اس سے یہ
ثابت ہوتا ہی کہ جو داخلِ اسلام ہوے وہ سب مومن ہیں منافق کوئی بھی نہیں۔
یا کوئی مرتد نہیں ہوا۔ حالانکہ قرآن شریف میں جابجا منافقین و مرتدین کی
خبریں ہیں کہیں اُنکو حق سبحانہ خشک چوب فرماتا ہی۔ جو شاید آپکے شجر مزروعہ
و نخل رطبہ میں سے ہو۔ جو آپنے مضمون توریت و انجیل سے بکمالِ نازک خیالی
نکالا ہی۔ بعض دیندار وں کے دو دو تین تین حال مرقوم ہیں۔ کہ پھر آخر کو
وہ زیادہ کفر میں پڑ گئی۔ آپ یہ جانتے ہیں کہ جہاں ایک شخص سے کچھ اچھا کام ہوا کہ
جو باعثِ حصولِ خوشنودی خدا یا وصولِ جنّت ہو تو پھر وہ عمل حبط ہی نہیں

ہو سکتا۔ آپ کے نزدیک شاید جو مسلمان ایمان لایا یا کچھ چند روز عملِ نیک بھی کیا وہ جیتے جی جنتی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا اسکا اجر اور طرح دے سکتا ہے مدار خاتمہ پر ہے۔ آغاز پر لحاظ نہیں۔ اور چونکہ یہ بعضی خطائیں خلفاء ثلاثہ سے وقتِ تخلف جیشِ اسامہ سے ظہور میں آئیں اُسوقت وحی قرآنی منقطع ہو چکی تھی۔ سو اسطے آنحضرتؐ نے تو فرمایا کہ جو لشکرِ اسامہ سے پھریگا خدا اُسپر لعنت کرے اور مانع دوات و قرطاس کو بھی حجرہ سے نکال دیا۔ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الخ کے تحت میں قائل لیھجر کو داخل کیا مگر قرآن شریف میں آیہ اس مضمون کا نہ آیا۔ اگر سب باتوں کی تفصیل قرآن شریف میں ثابت کرو۔ تو خیر ناراضی کی تصریح علی العموم شاید شیعہ بھی دکھلائیں۔ باقی آپکے تعریفوں کا جواب شیعیانِ تبرائی کے پاس بہت کچھ ہے۔ چاہیے جسقدر زبانی سُنئے یا ردِّ تحفہ وغیرہ دیکھئے۔ مختصر یہ کہ عموماً بعض ایمانداروں کی مذمت بھی قرآن شریف میں آئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ منافقین و مرتدین علمِ الٰہی میں داخل اہلِ جنت شامل آیات فضیلت نہیں ہیں۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

دیکھو مومن خاسر بھی ہوتا ہے اور شیعہ جو ظالمین اہلبیتؑ کے باب میں دو تین قول بظاہر مختلف رکھتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ منافق تھے کوئی مرتد عن الحق بتلاتا ہے۔ بہت صرف دربارۂ خلافت تقصیر وار بتلاتے ہیں سو یہ سب قول بہ نسبت علم الٰہی ایک ہیں گو ظاہر میں کچھ اختلاف رکھتے ہوں باطن میں مآل تب بھی ایک ہے۔ اور نیز ہر سہ اقوال پر علمائے شیعہ غاصبین فدک و خلافت و منکرین فضیلت اہلبیتؑ کا خاطی ہونا ثابت کرتے ہیں یہ نہیں کہ بسبب ان تین قولوں کے غاصبین خلافت کی بدمآلی میں کسیکو تردد ہے آپ ان اقوال کو مختلف سمجھتے ہیں۔ اور علماء شیعہ انکو بطور حیرانی و پریشانی نہیں بیان کرتے بلکہ ہر طرح پر ہر ایک صورت کو مانکر اپنا مطلب ثابت کرتے ہیں۔ اس سے قطع نظر جو قول جس عالم کا ہے وہ اپنے مذہب منصور کو بطور خود دلائل جداگانہ سے لکھتا ہے آپ انہیں تمیز نہیں کرتے۔ ملا کاشانی کی تفسیر سے تو قاضی صاحب کے مذہب پر ایراد لاتے ہیں اور قاضی صاحب کے قول سے تفسیر مجمع البیان کے مذہب پر اعتراض فرماتے ہیں

ملہ اگرچہ یہ قول نہایت ضعیف و بعض مجادلین کے ہیں چنانچہ کتاب ادلۂ فریقین میں بھی چھپا ہے کہ آخوند مجلسی نے بطور مقابلہ یہ لکھا ہے ۱۲ منہ

یہ بات مناظرہ کے شایاں نہیں بلکہ خود آگے جا کر کافر و منافق کا ایک
حاصل بتلاتے ہو۔ اے صاحبان! اور اک ذرا غور کیجیے اور دیکھیے کہ جبکہ مُلّا
کاشانی و صاحبِ حملۂ حیدری وغیرہ شیعہ ہیں تو یہ تفسیریں اور باتیں جو
حضرت میر صاحب اُنسے نقل فرماتے ہیں یا تو اُن صاحبوں کے نزدیک کچھ جواب
رکھتی ہونگی جو اُنہوں نے اپنے محل پر انہیں کتابوں میں اُنکو بتصریح لکھا ہے
اور اگر اُنکا یہ عین مذہب ہے تو سب شیعہ بدخواہِ صحابِ ثلاثہ ہوئے۔ جیسا
میر صاحب تمہید میں ارشاد کرتے ہیں۔ پس میر صاحب کو مناسب تھا کہ
انکی باتوں کا جواب بعینہ نقل فرماتے نہ یہ کہ اپنے موافق اقوال ہر ایک کے
لکھدئے تحقیق سے غرض نہ رکھی۔ یہ باتیں شروعِ مناظرہ میں مُروّج تھیں
اب جو باتیں مُنقّح ہو گئیں اُنسے شاید میر صاحب کو اطلاع بھی نہیں اُمّید کہ
رسالہ مناظرہ مطبوعہ سوسائیٹی مناظرہ جو دہلی میں چھپا ہے ملاحظہ فرماویں۔
اور سُنئے کہ میر صاحب بہ تقلیدِ اکابر عام سے خاص مطلب یعنی فضیلت
ثلاثہ ثابت کرتے ہیں اور شیعہ خاص حرکات و خطایائے خلفائے ثلاثہ سے ان
آیاتِ فضیلت کو مخصص سمجھتے ہیں سو یہ قریب القیاس ہے۔ کیونکہ قرآن
کو موجوداتِ خارجیہ سے ملائیں نہ معانی ذہنیہ قرائنیہ سے موجودات کا

ثبوت سمجھئے مشکل یہ ہی کہ خود سُنّی لوگ صحابِ رسول اللہ سی خلفاءِ ثلاثہ ہی مراد سمجھکر دائرہ تعدادِ صحابہ کو مختصر کرتے ہیں۔ اور تقصیر کی تہمت، شیعوں کے سر پر دھرتے ہیں۔ حالانکہ شیعہ محیط دائرہ صحابہ کو وسیع بتاتے ہیں۔ فقط تین چار نفس کو صحابی نہیں کھتے۔ یھہ آپ کے ۲۲ صفحہ کے جواب میں عرض کیا گیا بالجملہ آپ یہ تقریر فرماتے ہیں کہ چونکہ صحابِ ثلاثہ ان آیاتِ فضیلت میں بطورِ عام شریک ہیں اسلئے بعد ازیں بُرے کام ایسے لوگوں سے ظاہر نہیں ہوسکتے یا وہ کام یعنی انکارِ قلم ودوات تخلّف از لشکرِ اسامہ وغصبِ خلافت وغیرہ اور تفویضِ قلمدان امر وان شیطان طریدۂ رسول رحمان و راندۂ شیخان کچھہ ایسے بُرے کام نہونگے اور شیعہ یہ کھتے ہیں کہ یہ آیات عام ہیں باقرارِ سُنّیاں جیساکہ آپ بھی صفحہ ۳۰ میں حاشیہ پر لکھتے ہیں خاص صحابہ باایمان کے لئے ہیں جنکا خاتمہ بخیر ہوا یا جو فاسق و فاجر خیر دم تک نہوے اور خلفاءِ ثلاثہ کا حال خصوصاً شروعِ واپسی لشکرِ اسامہ سے آخر تک ظاہر ہے کہ اہلبیتِ رسولؐ سی کیا کیا۔ بیچارہ زبیر کی تلوار توڑ دی۔ حضرت فاطمہ خاموش ناخوش گئیں۔ سعد بن عبادہ کو مار کر نکال دیا۔ تشئید المطاعن میں ان

صاحبوں کا اعمالنامہ شاید آپ کو کافی ہو۔ ہرگز آپ اس بات میں کسی
شیعہ کی کتاب کا اعتماد نہ کیجئے۔ اپنی صحاح کے سوا کچھ نہ لیجئے۔ بدیہی بدیہی و
تواتر معنوی پر عمل فرمائیے تب آپ ہی ان آیتوں کو خاص مانینگے۔ یہودا کی
برائی سے حوارئین کو خاص جانینگے نہ حوارئین کی عمومِ فضیلت سے یہودا
اسخریوطی کو اچھا سمجھو گے۔ شاید آپ کو نصِ خلافتِ امیرؑ میں شک ہو تو
اس صورت میں شاید آپ کو اسلام کی بہت ہی تھوڑی باتوں کا یقین کرنا
پڑیگا۔ عبد اللہ بن سبا کا طعن آپنے ایسا کیا کہ ہمکو آپکی چالاکی اور جھوٹ کا
یقین کامل ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ آپ بھی مثل صاحبِ تحفہ دروغ گوئی کو
برا نہیں جانتے۔ بھلا جناب میر صاحب آپکو خدا ہی کی قسم ہے کہ ذرا نسبت
مذہبِ شیعہ کی ابنِ سبا کی طرف معتمد دلائل سے ثابت تو کریں۔ ابنِ سبا مردود
کو شیعہ ہمیشہ سے برا جانتے ہیں کہیں اسکی توثیق تو دکھائیے۔ حضرت امیرؑ نے
اسے قتل کیا اور اسکی لاش جلادی۔ آپ اسکی ایک روایت تو بتلائے کہ
شیعوں نے قبول کی ہو۔ اگر آپ ثابت کردیں کہ ہم شیعہ لوگ عبد اللہ بن سبا
کی پیروی کرتے ہیں تو ہم اب سنّی ہوتے ہیں۔ ورنہ جھوٹے کے منہ میں کیا۔
اور اسکے جھوٹ سکھانے والے پر ہزار لعنت عام بیش باد۔ اور جناب امام

مہدی علیہ السلام کے پاس جو صحیفہ یا قرآن شریف شیعہ بتاتے ہیں۔
وہ فقط یہ متن قرآن نہیں جو ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ بلکہ اگر وہ قرآن شریف
جمع کیا ہوا ہے تو سورتوں کی ترتیب اسمیں یہ نہیں بلکہ اقرا اول ہے
اور شائد وہ بطور تفسیر کے محشّٰی ہو۔ اسمیں کیا طعن ہے۔ اور امام کی غیبت
اور وجود میں جو شبہہ و مضحکہ کیا ہے سو تعجب ہے کہ استقصا نہیں دیکھی
ورنہ ضرور ہوش جاتے رہتے۔ حضرت آپ یہ نوبت ہے کہ بعضے بعضے سُنی
مُنصف بھی صاحب العصر والزّماں کے وجود باجود کے انکار میں توقف و
تامّل کرتے ہیں۔ تمھارا جو دل چاہو سو کہو۔ لیکن ہم خوب جانتے ہیں کہ
انہیں باتوں نے اِس تکرار کو زیادہ بڑھایا ہے اور تعصب زیادہ کیا ہی
اشعار سے جو آپ جابجا اپنی کتاب کو زینت دیتے ہیں۔ دینی باتوں میں
طلاقتِ لسانی یا مُفت بات بنانی کچھ لطف نہیں آگے آپ جانیں
یہ کون نہیں کر سکتا۔ مگر دھوکا دینا منظور نہیں۔ ورنہ شاعری میں تو
شیعہ کم نہ نکلیں گے۔ ای حضرت مضامین سمجھ جائیں۔ نہ تقریر کی خوبی
اور عبارت کی اسلوبی۔ مگر الحمد للہ کہ اسمیں بھی شیعہ ہارے نہیں پھر
آپ صفحہ ۴۲ کے اخیر سے ۴۳ تک اکیدغہ و خلعہ اہمہ مُفت چاہتے ہیں

صاحبوں کا اعمالنامہ شاید آپ کو کافی ہو۔ ہرگز آپ اس بات میں کسی
شیعہ کی کتاب کا اعتماد نہ کیجے۔ اپنی صحاح کے سوا کچھ نہ لیجے۔ بدیہی بدیہی و
تواتر معنوی پر عمل فرمائیے تب آپ ہی ان آیتوں کو خاص مانینگے۔ یہود اکی
بُرائی سے حوارئین کو خاص جانینگے نہ حوارئین کی عموم فضیلت سے یہود ا
اسخر یوطی کو اچھا سمجھوگے۔ شاید آپ کو نصِ خلافت امیرؑ میں شک ہو تو
اس صورت میں شاید آپ کو اسلام کی بہت ہی تھوڑی باتوں کا یقین کرنا
پڑیگا۔ عبد اللہ بن سبا کا طعن آپنے ایسا کیا کہ ہمکو آپکی چالاکی اور جھوٹ کا
یقین کامل ہوگیا۔ معلوم ہوا کہ آپ بھی مثل صاحب تحفہ دروغ گوئی کو
بُرا نہیں جانتے۔ بہلا جناب میر صاحب آپکو خدا ہی کی قسم ہے کہ ذرا نسبت
مذہبِ شیعہ کی ابنِ سبا کی طرف معتمد دلائل سے ثابت تو کریں۔ ابنِ سبا مردود
کو شیعہ ہمیشہ سی بُرا جانتے ہیں کہیں اُسکی توثیق تو دکھائیے۔ حضرت امیرؑ نے
اُسے قتل کیا اور اُسکی لاش جلادی۔ آپ اُسکی ایک روایت تو بتلائے کہ
شیعوں نے قبول کی ہو۔ اگر آپ ثابت کردیں کہ ہم شیعہ لوگ عبد اللہ بن سبا
کی پیروی کرتے ہیں تو ہم اب سُنّی ہوتے ہیں۔ ورنہ جھوٹے کے مُنہ میں کیا۔
اور اُسکے جھوٹ سکھانے والے پر ہزار لعنت عام بیش باد۔ اور جناب امام

مہدی علیہ السلام کے پاس جو صحیفہ یا قرآن شریف شیعہ بتاتے ہیں۔
وہ فقط یہ متن قرآن نہیں جو ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ بلکہ اگر وہ قرآن شریف
جمع کیا ہوا ہے تو سورتوں کی ترتیب اسمیں یہ نہیں بلکہ اقرا اول ہے
اور شائد وہ بطور تفسیر کے محشّٰی ہو۔ اسمیں کیا طعن ہے۔ اور امامؑ کی غیبت
اور وجود میں جو شبہہ و مضحکہ کیا ہے سو تعجب ہے کہ استقصا نہیں دیکھی
ورنہ ضرور ہوش جاتے رہتے۔ حضرت اب یہ نوبت ہے کہ بعضے بعضے سُنّی
مُصنّف بھی صاحب العصر والزّماں کے وجود باجود کے انکار میں توقّف و
تامّل کرتے ہیں۔ تمھارا جو دل چاہو سو کہو۔ لیکن ہم خوب جانتے ہیں کہ
انہیں باتوں نے اس تکرار کو زیادہ بڑھایا ہے اور تعصب زیادہ کیا ہے۔
اشعار سے جو آپ جابجا اپنی کتاب کو زینت دیتے ہیں۔ دینی باتوں میں
طلاقتِ لسانی یا مُفت بات بنانی کچھ لطف نہیں آگے آپ جانیں
یہ کون نہیں کر سکتا۔ مگر دھوکا دینا منظور نہیں۔ ورنہ شاعری میں تو
شیعہ کم نہ نکلیں گے۔ اے حضرت مضامین سچے چاہئیں۔ نہ تقریر کی خوبی
اور عبارت کی اسلوبی۔ مگر الحمد للہ کہ اسمیں بھی شیعہ ہارے نہیں پھر
آپ صفحہ ۲۲ کے اخیر سے ۲۴ تک ایکدفعہ وخلِ اہمہ مفت چاہتے ہیں

اور مولوی علی بخش خانصاحب کے نقل سے روایت روضہ کلینی کی سُناتے ہیں۔ اُس سے کوئی صفت عثمان غنی صاحب کی نہیں نکلتی۔ اور نہ کوئی شیعہ یہ اعتراض کرتا ہے جسکا آپ نے جواب دیا۔ بعد ازاں جو حملۂ حیدری سے لکھا ہے وہ کوہ کندن و کاہ برآوردن کا معاملہ ہے۔ صحابہ کی فضیلت کا کون قائل نہیں۔ یا یہ کون کہتا ہے کہ خلفاء ثلاثہ سے کوئی نیکی نہیں ہوئی بلکہ آپ خود ان باتوں کو شیعوں کے ہاں سے نقل کرتے ہیں مگر بات وہی ہے کہ بعض شیعہ بنظر بد مآلی ان آیات کو خواہ بطور نفاق عام یا ارتداد مطلق یا ظلم بر اہلبیت و غصب فدک و خلافت وغیرہ اُمورِ مثبتہ مفید بحالِ ثلاثہ نہیں جانتے۔ آپ بکمالِ دقت و وقت ضائع کر کے حملۂ حیدری سے اس بیعت رضوان کو ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر حملۂ حیدری جیسی تواریخ سُنیہ سی شیعہ اپنے مطالب کو لکھیں تو جناب تحصیلدار صاحب آپ ہی بیلا سچ فرمائے کہ کیا کچھ مرقوم نہیں۔ خیر بندہ ہر جگہ قلم کو روکتا ہے شیاجیو صاحب اپنی عیب پوشی کے لئے تو تاریخ کا مطالعہ ہی تحفہ مسروقہ میں منع فرما گئے ہیں۔ حضرت امام مہدی کے باب میں جو آپ نے ڈاک کا رستہ پوچھا ہے تو علاوہ اثبات صاحب استقصا کے نیاز مند درگاہ الٰہی یہ عرض کرتا ہے کہ

بھلا اگر کوئی عیسائی آپ سے حضرت خضرؑ و الیاسؑ کا پتا پوچھے تو آپ کیا
بتا سکتے ہیں۔ سیکڑوں جزائر و مقامات دنیا میں غیر معلوم ہیں ذرا علمِ
جغرافیہ سے واقف ہو جئے۔ افسوس آپ امام ہمام کا نشان تو جاننے کے
لئے پوچھتے ہیں۔ حالانکہ کوئی پوچھنے کی بات نہیں ناحق آپ کو اس جگہ
طعن و تشنیع کر کے وزراء دل خوش کرنا منظور تھا۔ ورنہ آپکی تسکین و
تسلی کے لئے تو امامؑ کے خادم ہر جگہ خصوصاً لکھنؤ و دہلی میں بعون اللہ
تعالیٰ موجود ہیں۔ آپ تشریف لاویں۔ اور جلسہ ٹھیراویں اور جو چاہیں سو
آپ اعتراض کریں اور دریافت فرماویں۔ پانچویں آیت جو آپ نے
لکھی ہے۔ اگرچہ نفس آیہ سے کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ خلاصۃ المنہج سے جو لکھتے ہو
اُس سے بجز اختلافِ خلیفۂ اوّل و دوم کے درباب اخذِ فدیہ یا گردن زنی اور
کیا معلوم ہوتا ہے۔ سو آنحضرتؐ سے بھی مخالفت پائی جاتی ہے بلکہ یہ جو
بن پتہ لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر عذاب نازل ہوتا تو کوئی سوائے
خلیفۂ دوم و معاذ کے نہ بچتا۔ اس بے تحقیق روایت سے فوقیت معاذ کی خلیفہ
اوّل پر بھی لازم آتی ہے۔ دوسرے آنحضرتؐ پر تفوق خلیفہ ثانی پایا جاتا ہے
اس میں فضیلت کیا ہے۔ رہا بدری ہونا سو فرار ان صاحبوں کا معلوم ہی ہوگا

پس بدری کسطرح ہوئی۔ جبکہ جنگِ بدر سے بدر ہی ہوئے۔ علاوہ ازیں وہ حدیثِ مقبول جامع الاصول وغیرہ کی آپ کو یاد ہی ہوگی کہ آنحضرتؐ نے شہداءِ بدر کے لئے دعا کی۔ اور فرمایا کہ یہ ہیں جنہوں نے میرا ساتھ دیا۔ خلیفہ اوّل صاحب نے کہا کیا ہم ایسے نہیں۔ ارشاد ہوا کہ لَا اَدْرِیْ مَا تُحْدِثُوْنَ بَعْدِیْ یعنی میں نہیں جانتا کہ تم بعد میرے کیا بدعت کروگے۔ اور کل اہلِ بدعت کے لئے حکم دخول فی النار بھی آیا ہے۔ پس آپ کے صحابہ اگر بدری ہوتے تو آنحضرتؐ یوں کیوں فرماتے پھر آخری مرض میں لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْ جَیْشِ اُسَامَۃَ کا تیر کیوں چلتا۔ آپ کہینگے کہ یہ حدیث ہے مقابلہ میں آیت کے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ آیتوں کی تفاسیر میں روایات بلکہ حکایات ونقلیات نقل فرماتے ہیں۔ حالانکہ آپ کے علما خود پکارتے ہیں کہ مفسرین میں بے تحقیق روایات لکھنی کی وبا بہت پھیل گئی ہے۔ پھر آپ حملہ حیدری تک کے باتوں سے سند لاتے ہیں اور آپکے شاہ جیو صاحب تحفہ مطالعہ تواریخ سے منع فرماتے ہیں آیہ اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ سے

اگر مراد ایمان والے ہیں تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ مردوں میں جناب
امیر اوّل ایمان لائے اور عورتوں میں سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ مومنہ اولیٰ
ہیں۔ اور ہجرت پہلی دفعہ وہ ہے جو حضرت جعفر طیار وغیرہ نجاشی بادشاہ
حبشہ کے پاس گئے۔ آپ کے ثلاثہ دونو گروہ میں کہاں ہیں۔ یہانتک
میں لکھ چکا تھا کہ خدا نے میری مراد پوری کی یعنی جناب میر صاحب بہادر
صاحب کتاب واسطے ملاقات سید احمد خان صاحب بہادر کے دہلی میں تشریف
لائے۔ اکتوبر ۱۸۷۱ء کی آخری تاریخیں تھیں جو بندہ کو نیاز حاصل ہوا۔
اوّل ملاقات میں مولوی الطاف حسین صاحب پانی پتی بھی موجود تھے۔
انہوں نے صاف کہا کہ کتاب آیاتِ بینات بہت مدت ہوئی میں پہلے لکھ چکا تھا
اب میرا اعتقاد موافق اس کتاب کے نہیں۔ فقیر نے پوچھا کہ ملا عبد اللہ
صاحب کون صاحب ہیں اور انکی کتاب اظہار الحق کہاں ہے۔ فرمایا کہ
مینے تحفہ وغیرہ سے یہ کتاب لکھی تھی جسطرح جھوٹ سچ اسمیں ہے مینے لکھدیا
غرض صاحب تحفہ کی سرقہ اور دروغ بیفروغ کا اقرار خود بخود کیا۔ اور
انکے باپ ولی اللہ کو خارجی کہا اور بہت برائی سے دونو کا نام لیا۔ کتاب
ازالۃ الخفا کو ازالۃ الخلافۃ عن الخلیفۃ الرابع بتایا۔ جب انکی یہ بے اعتقادی

علماء سُنیہ کیطرف سے ظاہر ہوئی تو مجھکو تعجب ہوا۔ اور کہاکہ یہ کتاب مینی کہیں فروخت نہیں کی اور کم ظاہر کی ہے۔ تمھاری پاس کسطرح گئی۔ غرض مذہب سُنّی سی نفرت ظاہر کی۔ مگر شیعہ ہونیکا بھی دم نہ بھرا۔ پوشاک وغیرہ سے گو رجحان بطرفِ نصاریٰ پایا جاتا تھا۔ مگر ظاہرداری کا کچھ اعتبار نہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ جب اسلام کا یہہ حال ہوا تب یہ مذہب احمدیہ (یعنی سید احمد خانصاحب بہادر کا مذہب) جاری ہوا۔ اور کہاکہ جسوقت سیّد احمد خاں صاحب کے اعتقادات درباب نبوّت جاری ہوگئی تب کچھ حاجت امامت کی نرہیگی۔ اسی دن میں شتاق چاروفعہ میر صاحب مخدوم اور جناب مولوی سیّد احمد خانصاحب بہادر سے ملا۔ اخیر جلسہ میں میر صاحب نے یہ فرمایا کہ میں بجز ایک مسئلہ جزئی یعنی گلا گھونٹی مُرغی کے کھانے سے سوا سب مسائل میں سیّد احمد خانصاحب کا پیرو و متفق ہوں۔ اور سید صاحب کے روبرو یہہ کہاکہ بعض مطاعنِ شیعہ کا جواب پہلی کتابوں او رصُولِ مقرّرۂ اہلِ سُنّت سے ممکن نہیں ہاں آپنے (یعنی سیّد احمد خاں صاحب نے) جو نئے اُصول قرار دئیے ہیں اُنکی موافق جواب ہوسکتا ہے۔ سو ان اصول جدیثہ کا پوچ حال بعد کو ایک خط مطبوعہ نجم الاخبار ۱۶۔ فروری ۱۸۷۳ء سی ثابت ہو گیا۔

جنابِ میر صاحب کی طرف سے بخدمت مولوی سید صاحب بہادر رہے۔
اُنمیں میر صاحب اُن اصولوں کو پوچ و لغو بتلاتے ہیں۔ اور صاحبِ
منتہی الکلام کی دروغ گوئی سیّد صاحب سے بیان کی۔ اور صاحبِ
مجمع البیان کی تعریف کی۔ اور یہہ کہا کہ یہ کتاب بوقتِ تقریر پیشِ نظر
رکھنے کے قابل ہے۔ اپنی کتاب المجتبہ والشوق کا شوق بھی بالکل کافور
بتلایا۔ غرض جب مینے یہ حال دیکھا تو صاف کہا کہ میری سمجھ میں نہ آیا۔
آپ کیا ہیں۔ سیّد احمد خانصاحب بہادر نے فرمایا کہ میں ولایتِ انگلستان
میں ہو آیا۔ اور بڑے بڑے عمیق سمندر دیکھے سب کا حال کچھہ معلوم ہوا مگر
آپ کا یعنی سیّد مہدی علیخاں صاحب کا حالِ دل دریافت نہوا۔
گفتگوئیں تو بہت ہوئیں۔ اور باتیں رہیں۔ مگر جناب میر صاحب ممدوح کو
کچھہ بھی اسطرف متوجہ نہ پایا۔ اب وہ بندہ کے ذہنِ ناقص میں نہ سُنّی ہیں نہ
شیعہ نہ عیسائی بلکہ شاید حرارتِ اسلام بھی کچھ ہو۔ سیّد احمد خانصاحب کے
مذہب پر بھی غایت بحضورِ امامِ جامع مسجد بندہ کے روبرو افسوس ظاہر
کرتے تھے۔ اس سے اور بھی زیادہ تعجب ہوا کہ جسکے مرید اسکی بھی تردید۔
غرض میر صاحب نہایت صاف و بے تکلف مرد ہیں۔ اور میں اُنکی وضع کو

بھی ناپسند بالکل نہیں کھتا۔ لیکن شائد مذبذب وبے حرارت ہوگئی ہیں اگرچہ سُنی انکو اچھا نہیں جانتے۔ مولوی سید احمد علی صاحب واعظ بازار دہلی زبانی خواجہ ضیاء الدین صاحب کے فرماتے تھے کہ پہلے سید مہدی علی صاحب کو حرارتِ اسلام تھی اب وہ تنفر کیطرف راجع ہیں۔ پہلی سید احمد صاحب کو روکتے تھے اب اُنکی مطیع ہیں۔ قصہ کوتاہ یہ سب حالات دیکھکر اور دونو سید صاحبوں یعنی پیر و مرید کی باتیں سُنکر میرا قلم آیاتِ بینات کی تردید میں سست ہوگیا۔ چند عرائض جو میر صاحب کی خدمت میں ارسال ہوے تھے اور وہ چھپ بھی گئی ہیں میر صاحب کیخدمت میں پیش کیئے گئے۔ سید احمد خان صاحب نے دیکھکر پھاڑ ڈالے۔ اور تعجب یہ ہے کہ باوجودیکہ اُنمیں آیاتِ قرآنی بھی ہیں پھاڑکر اگالدان میں ڈالدی۔ پس اس صورت میں آیاتِ بینات کا جواب کیا لکھوں۔ مگر پھر مختصراً عرض کرتا ہوں کہ آیاتِ بینات میں جو بعض آیتیں محمل فضیلتِ صحابہ پر دلالت کرتے ہیں وہ کچھ سُنیوں کو سودمند نہیں۔ نمازیوں اور زکوٰۃ دینے والوں اور مومنین و مسلمانوں کی تعریفیں قرآن شریف میں جابجا مذکور ہیں۔ پس یزید وغیرہ اور اُسکا باپ بھی نمازی کلمہ گو تھا۔ وہ بھی ان آیات مجملات

میں شامل ہوجائیگا۔ استغفر اللہ۔ غرض آپخود قائل ہیں کہ یہ آیات
مجمل ہیں مفصّل نہیں۔ اور ۳۰ صفحہ کا حاشیہ آپکے اِن سب خطابات کو
خاک میں ملا چکا۔ پس اب میں کیا لکھوں۔ آیۂ غار میں صاحب کا لفظ کچھ
فضیلت پر نہیں دلالت کرتا۔ اجی صاحب عرب کا کلام دیکھئے گھوڑیکو
بھی اسوار کا صاحب کہا ہی۔ حریف کے معنوں میں یہ لفظ جا بجا آیا ہی۔
منتخب اعرابی تو ادنیٰ طالبعلم مدرسہ نے بھی پڑھی ہوگی۔ وہی کتاب
میری دعوے کی گواہ ہے۔ یہ جو لکھا ہی کہ قرآن شریف میں لفظ
صاحب سجن یعنی قید خانہ کی منسوب ہے یہ کچہ غلط بھی ہے۔ اور کچھ
مفید بھی نہیں۔ سورۂ یوسف میں صاحبین کا لفظ حقیقت میں
مضاف بطرف حضرت یوسفؑ بے شک ہے۔ مگر حقیقی مضاف الیہ یعنی
لفظ یوسف محذوف ہے۔ اور بجائے مضاف الیہ لفظ سجن واقع ہوا ہی جو
اصل میں ظرف مکان ہی مگر آیۂ مسطورہ میں مضاف الیہ واقع ہوگیا۔
اس بحث سے سُنّی و شیعہ کسیکو کچہ فائدہ نہیں۔ یہہ بات درست
معلوم ہوتی ہے کہ جہاں مومنین کے لئے سکینہ آیا ہی وہاں آنحضرتؐ کو
شریک مقدم و افضل رکھا ہی۔ بخلاف آیۂ غار کہ اگر اسمیں علیہ کی ضمیر

جناب خاتم النبین کیطرف نہ پھرے اور صاحب فی الغار کیطرف پھری جاوی تو آنحضرت سکینہ سے خالی رہ جاویں - اور جناب میر صاحب نے جو دوسری میں آنزلنا علیھم کی ضمیر تمام مومنین کیطرف راجع بتلائی ہے اُسمیں جناب رسالتمآبؐ بالاولی شریک ہیں - بخلاف آیۂ غار کہ یہاں فقط لفظ علیہ ہے - ایک ضمیر جسطرف ہمت چاہے پھیر لو - ایسی آیت بتلائیے کہ جہاں فقط مومنین پر بغیر آنحضرتؐ کے سکینہ نازل ہوئی ہو - اور اگرچہ حضرت رسولِ خداؐ نے اپنے مصاحب ابوبکر کو لا تحزن ان اللہ معنا کہا لیکن اصل میں مقامِ خوف حضرت رسولِ مقبولؐ ہی کو بہت تھا - باقی بحثیں اس آیہ میں زائد ہیں ہو یہ اگلے صاحب مجمع البیان نے ازراہِ انصاف شیعوں کی ابحاث و تقاریر سے اغماض فرمایا - اس آیت سے کوئی ایسی خاص بزرگی نہیں ثابت ہوتی جس سے صریح سب عیب دور ہو جاویں بلکہ پھر اجمال ہی رہا - سقیفہ بنی ساعدہ وغیرہ مقامات میں خلیفہ اوّل صاحب اور اُنکی حمایتوں نے یہ تو بطور استدلال کہا کہ خلیفہ قریش میں سے ہوگا - اس آیتِ غار سے یہ مضمون نہ نکالا - چھ مہینے تک بنی ہاشم و جناب سیدہ معصومہ کو یہ آیت نہ سُنائی - حضرت علیؑ اور

باقی آئمہ معصومین نے اسکو نہ مانا۔ محمد بن ابی بکر نے اس فضیلت کو رت
صحیح نہ جانا جو ہمیشہ شیعہ رہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ کوئی کہے زید کا نام کلام
مجید میں آیا ہے اور وہ متبنّٰی تھا۔ اسلئے بہتر تھا کہ وہ خلیفہ ہوتا چنانچہ اسامہ کو
اسی لحاظ سے خلفاء ثلاثہ کا سردار بھی بنایا تھا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے
باایں ہمہ دعوائے انصاف زید بن اسامہ کو اہلبیت میں شمار کیا ہے حالانکہ
وہ اولاد میں آنحضرتؐ کے ہرگز متصور نہیں ہوسکتا کیونکہ انکی زوجہ زینب سے
حضرتؐ نے نکاح کیا۔ اگر سنّی لوگ عائشہ کو اہلبیت میں داخل سمجھکر انکی عصمت کے قائل ہوکر انکی
زبانِ درفشاں سے خلافت انکی باپ ابی بکر کی بالتصریح ثابت کریں تو کیا
دخترِ معصومہ کا قول باپ بزرگ کے حق میں تھوڑا ہے۔ لیکن عظمت رائے
بی بی عائشہ از جنگِ جمل معلوم۔ مولوی سید نذیر حسین صاحب نے جو
کتاب دراسات اللبیب لاہور میں چھپوائی ہے اسمیں بدلائل خوب
ثابت کیا ہے کہ جنابِ معصومہ مخدومہ اور ائمہ اثنا عشر ہی امّتِ محمدی میں
معصوم ہیں۔ باقی سب اصحاب بھی صاحبِ خطا ہیں گو عادل ہوں
بس امامت ثابت ہوچکی۔ مولوی سید مہدی علیخان صاحب سے مینے
دہلی میں یہ بھی پوچھا تھا کہ ملّا عبداللہ کون شیعہ ہے جسنے اظہار الحق میں

کفر ثلاثہ سے انکار کیا تو سید صاحب ممدوح نے سب کے روبرو فرمایا کہ

جسطرح صاحب تحفہ نے جھوٹ سچ صواقع کابلی سے سرقہ کیا ہے۔

وہی مینے لکھدیا۔ اور میں اس کتاب کا معتقد نہیں رہا۔ بہت دن

ہوئے کہ یہ کتاب آیات بینات لکھی تھی۔ اسواسطے میرا دل اس کتاب کی

تردید سے چھوٹ گیا۔ لیکن پھر بھی کہتا ہوں کہ اگر آیۂ غار سے کچھہ فضیلت

خلیفہ اول صاحب کی ثابت ہوتی ہی تو مولوی عبدالعزیز صاحب نے انکو محفوظ

بھی نہ لکھا جیسا آئمہ اثناعشر کو لکھا ہے۔ توراۃ میں صاف آیا ہی کہ تا دم مثل

موسیٰ مع بارہ رئیسوں کے پیدا ہوگا جسکو محمد جوادسا باطلی بھی آئمہ اثناعشر

سے مراد سمجھتا ہے۔ الغرض حواریین و انصار و اصحاب نبی و مومنین و

نمازیوں و زکوٰۃ گزاروں کی فضیلتیں اگرچہ کلام خدا میں موجود ہیں مگر

سب حواریین و مہاجرین و انصار و مومنین ہمراہیین ہرگز مراد نہیں۔

ورنہ ہر ایک اپنی عدم ارتداد و صحت رائے پر دلیل لاتا حالانکہ یہ

فیصلہ ہوچکا کہ بجز وصیین بعد نبی کوئی معصوم و محفوظ نہیں۔ اگرچہ

زوجۂ موسیٰ یوشع بن نون سے لڑی ہو اور دعویٰ کیا ہو۔ مگر

خطا وار سمجھی گئی۔ پس معصوم کے مقابلہ میں جو مخالف ہے وہ خاطی ہے۔

اگرچہ خطا باصرارِ ظلم وجفا ہی تو اُس خاطی کا مرتبہ گناہ میں بعض کافر سے بھی زیادہ ہوسکتا ہی۔ اور فضیلت تو کُجا۔ حملۂ حیدری کی تعریف جو مجتہد العصر صاحب کی زبان سے نقل کی ہی۔ اُس سے ہر ایک روایت کی تصدیق لازم نہیں آتی۔ ورنہ سُنّی صاحبوں کو بھی کمال مشکل پڑیگی۔ زیادہ بریں نیست کہ اکثر پر حمل کیا جائیگا۔ اگرچہ اِن نقلیات سے بھی کچھہ اہلِ مذہبِ شیعہ کو صدمہ نہیں پہنچتا کیونکہ صاحبِ حملۂ حیدری کے نزدیک بھی اِن روایات سے کچھہ فضیلت ابی بکر کی ثابت نہیں ہوتی۔ گو شیعوں میں مرباب انتشار ونیت وصورت نمت ثلاثہ کسیطرح کا اختلاف ہو لیکن اہل مطلق اس بُرائی میں انکی اکثر متفق ہیں۔ پھر آپ کو ان مورخین اور عالموں کے اختلاف سے کیا فائدہ یہ اختلاف کچھہ نئی بات نہیں۔ وہ کونسی زمین ہے جہاں آسمان نہیں۔ ذرا اگریبان میں مُنہ ڈالکر دیکھئے شعر ہزار حیف کہ ما را شکایت نیست وگرنہ قصّہ جورِ ترا نہایت نیست + مولوی حیدر علی صاحب منتہی الکلام کی نسبت دروغ گوئی کا اقرار آپ و برادر سیّد احمد خانصاحب بہادر کرچکے ہیں۔ اور قطع نظر اسکے انکی دروغ گوئی و ہفوات بیہودہ سرائی

میں کیا شک ہے۔ نواب محمد فضل اللہ خانصاحب برادر منشی سبحان
صاحب اسکی قائل ہیں۔ منشی محمد ذکاء اللہ خانصاحب ہیڈ ماسٹر نورمل
سکول دہلی انکی ایک نقل حاجی احمد جانصاحب سے بحث کی لکھتے تھے کہ
مولوی حیدر علیصاحب کی تحریر میں طول فضول بہت ہے، بالجملہ جانصاحب
سبحان علیخان منشی تھے تسپر بھی رشید المتکلمین کو بھلادیا۔ یہ سب جانتے
مانتے ہیں لیکن البتہ خدا جھوٹ سے بچاوے۔ کچھ مکر و فریب صاحب منتہی الکلام
میں آگئے۔ سبب یہ کہ منشی صاحب صاف راستباز پہلوانِ میدانِ مناظرہ
تھے۔ اور مولوی حیدر علیصاحب بڑے ہیچ پیچ۔ چنانچہ انکی تحریرات
سے ظاہر ہوتا ہی کہ مجادل و مکابر کون ہے، اور مناظر کون۔ سبحان
علیخان دیدہ و دانستہ کسیکو غلطی میں ڈالنا نہیں چاہتے۔ اور اسیطرح اور
مجادلین شیعہ بطورِ خود حق پر نہجانے ہوئے بخلاف صاحب منتہی الکلام
وغیرہ کہ دیدہ و دانستہ پیچیدہ گفتگو کرتے ہیں۔ انکی چالاکی اور کود
اچک اور بھاگ دوڑ خود شوخیِ قلم سے ظاہر ہے۔ اور رشید الدینخان
صاحب وغیرہ بعض مطاعن و تحریراتِ شیعہ سے آنکھ چھپاتے اور دل چراتے ہیں شاید
اس سبب سے کہ منصبِ معترض و منکر کا بڑا ہی۔ باقرار مولوی حیدر علیصاحب اہلِ حق صاف

ہوتے ہیں اور باطل ہمیشہ دغا و فریب کرتا رہتا ہے اسلئے مولوی حیدر علی صاحب نے نور الدین فرضی کے بہانہ سے خانصاحب اور مجتہد العصر صاحب میں تکرار چاہا۔ اور طرح طرح سی خانصاحب کو تردید منتہی الکلام سی باز رکھا اور فرضی تقریرات و تحریرات سے اپنی تئیں بچایا۔ اور کچھہ کوئی بات قابل اعتماد خانصاحب سے حاصل نہیں کی چنانچہ مولوی حیدر علی صاحب کی مکاتیب مطبوعہ کے دیکھنی سے منصف پر بتامّل ظاہر ہو سکتا ہے۔ بلکہ خانصاحب کی کمال متانت ظاہر ہے و وثوق مذہب انصاف نکلتا ہے کہ غایت حال دل ظاہر فرماتے ہیں اور ناصب کو بار بار الزام دیتے ہیں مگر کیا کیجئے وہ بہانہ نور الدین فرضی کا صاحب منتہے الکلام کے ہاتھہ میں خوب تھا۔ دوسرے خانصاحب اُن دنوں نہایت پراگندہ تھے۔ **نعوذ باللہ من الحور بعد الکور** امیر تھے طالب علم نہ تھے۔ علاوہ اسکے دغا و فریب میں بڑے بڑے نبی اور امام آگئے ہیں۔ اور فارغخطی ہر سر جھوٹے جبکہ جابجا صریح کذب مولوی حیدر علی کا ثابت ہوا تو اب اُنکی مکاتیب پر کیا دلیل ہے ایسی بے ثبات و ہفوات باتیں سب لکھہ سکتے ہیں۔ بھلا دہلی میں بمقابلہ مولوی محمد باقر کیوں عہدہ برآ نہوئے۔ وہاں ان ٹلیات سے کچھہ کام نہ چلا۔ اب مدت سے بمقابلہ صاحب استقصا ایک صفحہ تک نہیں لکھا جاتا

اگرچہ اپنی معتقدین کے روبرو حسبِ عادتِ قدیمی کیسی ہی باتیں بنائیں
اور اعتبار جتائیں لیکن عجز صاف ظاہر ہے۔ گو تمام مباحثِ سُنّی شیعہ جو ہنوز
معرضِ تحریر میں آئیں سب بطورِ مجادلہ ہیں خواہ از روئے جہل بسیط یا جہالت مرکب
ہوں صحیح و تحقیق متوسط بین بین ہے۔ فقیر سے کئی دفعہ گفتگو ہوئی۔ پنڈت
کے کوچہ میں کچھ ذکر رسالہ داہیہ حاطمہ کا جو آیا تو فرمانے لگے کہ شیعوں نے حضرت
فاطمہ کو خواہی نخواہی معصومہ سہو سے مانا ہی کہ درباب انکارِ فدک حضرت خلیفہ
اول پر بجبنی طعن متوجہ ہو۔ مینے کہا کہ معصومیت سہو کی تو اس باب میں کچھ حاجت
نہیں۔ اگر اُنکا خاتمہ بخیر ہونا بھی مانا جاوے تو اعتراض بخوبی راجح ہو سکتا ہی کہ
بنا بر بعض روایاتِ بخاری غضب و ترکِ ملاقات ثابت ہے جس سے خطا منکر
کی یا رفض مصرہ کا پایا جاتا۔ یہ سُنکر پہلوی کلام بدل دیا۔ چنانچہ ایکدفعہ منشی اُتوجان
صاحب کے مکان پر کہ جسکا فیصلہ میر علی نقی صاحب مرحوم سے منشی محمد ذکاء اللہ صاحب
نے صبح کو بمکان دہلی کالج قدیم قبلِ غدر یہ فرمایا کہ نہ الفت حسین یار انہ مولوی
حیدر علی صاحب۔ مجکو ان بانی تقریروں کی لکھنے کی مثل صاحب منتہی الکلام عادت
نہیں ورنہ حال معلوم ہوتا۔ کتاب استقصا کو دیکھکر آدمی منتہی الکلام ورمکاتیب
کی حقیقت خوب جان سکتا ہے۔ پہلی حدیث جو لکھی ہے اُسکا حال یہ ہے کہ خود میر صاحب

صاحبِ کتاب نے دہلی میں مجھسے سب کے روبرو فرمایا کہ حدیث اصحابی کالنجوم کو اہلسنت
بھی باطل سمجھتے ہیں گویا میر صاحب موصوف اسکی بطلان کا حال کتاب استقصاء الافحام
جواب منتہی الکلام میں خود دیکھ چکے ہیں۔ اور نیز بغور بنظرِ تحقیق دیکھو تو صحابہ سے
اقتدا کرنے کے کیا معنی خود وہ باہم مختلف رہی ہیں۔ جائز الخطا انکو سب نے
کہا ہے۔ اور ہیں۔ پھر اس حدیث کے وضعی ہونے میں کیا شک رہا صحیفہ سجادیہ سے
جو فصل فضلِ صحابہ میں لکھی ہے وہ سب صفات بطورِ قیود ہیں اور آنحضرت کے صحابہ
مقبولین میں کسکو جائے کلام ہے خود جناب مولوی میرزا محمد صاحب مغفور
دہلوی نے تحفہ کے جواب میں یہ فصل صحیفہ کاملہ سے لکھی ہے۔ صاحبِ تحفہ نے
اُسکو رسالہ میں وسیلۂ نجات سمجھکر اپنی دستاویز کیا ہے۔ میر صاحب صاحبِ
تحفہ کے قدم بقدم تصنیفِ کتاب میں مقلد تھے۔ مگر اب دروغگو جانتے ہیں۔ اور اُنکے
باپ ولی اللہ کو صاف خارجی کہا۔ چنانچہ مولوی الطاف حسین صاحب حالی
پانی پتی بھی اس جلسہ میں موجود تھے اور خود جناب سید حسن صاحب ممدوح سے
مؤیدِ اقرار بلکہ توقع تکرار اس کلمۂ گہربار کی ہے نہ مجالِ انکار۔ خود اُنکی
ازالۃ الخفا بھی ظاہر کرتی ہے۔ پانچویں شہادت جو لکھی ہے اُسکا جواب صحیح
کچھ تشئید المطاعن میں دیکھ لینا چاہئے کچھ عقل سے سوچنا چاہئے کہ یہ گواہی کچھ

جائی فضیلت نہیں بلکہ مثبتِ مذہب ہے۔ آپ نے ناحق تکلیف تحریر فرمائی
چھٹی شہادت کا مختصر جواب یہ ہے کہ یہ حدیث شیعوں کے طریق سے ثابت نہیں
سوائے امیر صاحب نے اسکی سند نہ لکھی سُنّیوں کی بعض کتاب سے شیعوں نے
جواب لکھنے کے واسطے نقل کیا ہے پس اسکو مذہب شیعہ میں منقول صحیح سمجھنا غیر معقول ہے
دوسرے بعد تنزل بالفرض علمائے شیعہ نے جو جواب توریہ سے دیا ہے وہ ایسا ضعیف و بیوجہ
نہیں جیسا میر صاحب کہتے ہیں کیونکہ توریہ و تقیّہ کے معنی یہی ہیں کہ بظاہر مخالف
کا مذہب ثابت ہو۔ اور بباطن اُس سے مُراد اپنی کچھ اور ہی ہو۔ آٹھویں
شہادت جو کشف الغمہ سے لائے ہیں یہ صاف ظاہر ہے کہ تواریخ منقولہ کشف الغُمہ
بھی اکثر بطورِ مخالف سمجھی جاتی ہے۔ اور معزالدین نے جو لکھا ہے کہ مضمون
کشف الغمہ مخالف و موافق کی مرغوب طبع ہے یہ ایک عالِم کا قول ہے بلا دلیل
تمام مذہب پر اُس سے الزام نہیں آسکتا۔ حالانکہ ممکن ہے کہ معزالدین کا یہ
قول بنظر اکثر مضامین کشف الغمہ ہو۔ غرض تحقیق چاہیئے نہ فقط تسطیر و صنف کتاب
مجملاً کافی ہے۔ ساتویں شہادت جو نہج البلاغۃ سے فلاں کی فضیلت پر لائے
ہیں۔ اس تمام کتاب میں البتہ میری نزدیک جان ڈالی ہے۔ لیکن اسمیں فلاں کا لفظ
موجود ہے اور جو ایک آدھی عالِم کی زبانی فلاں کی تفسیر بے دلیل لکھی ہے

وہ خلافِ جمہورِ شیعہ بفائدہ۔ اگر چار مفسر بھی بے دلیل میر صاحب کے
موافق لفظ فلاں کی تفسیر کریں تو بھی کچھہ مثبت نہیں۔ ہاں البتہ کتبِ
احادیثِ صحیحہ سے یہ حدیث اور یہ تفسیر ثابت ہو تو مانا جاوے۔ رہا یہ کہ شریف
رضیؒ نے بھی یہ لفظِ فلاں لکھا ہے سو یہ ثابت نہیں اگر وہ اس خطبہ کو نہ لکھتے تو کون
ہاتھہ پکڑتا۔ اور اگر بالفرض سیّد رضیؒ اسکی بنانے والے ثابت بھی ہو جاویں تو
بخاری کی چوری ہی لفظِ فلاں و کذا کذا وغیرہ میں فرمایا کریں قلیل العیب
اس روایت میں بھی ہو جو دا۔ غرض یہ روایت جنابِ امیر علیہ السلام سے اس طرح
مشہور و ثابت نہیں جیسے آنحضرتؐ سے حدیث غدیر و حدیث تمسک و حدیث
منزلتِ ہارونی وغیرہ۔ پس افسوس کہ ایک روایت پر یہ غل حالانکہ اس خطبہ
کی سند ضرور دیکھنی چاہئے۔ ساتویں شہادت میں جو کشف الغمہ سے
صدّیقیت خلیفۂ اول کی ثابت کی ہے۔ یہ حدیث سُنّیوں کے خلاف
اُس حدیث کے ہے جو خود سُنّیوں کے ہاں اس سے زیادہ کئی طریق سے منقول
ہے کہ صدیق تین ہیں ایک مومن آلِ فرعون دوسرے حبیب نجار تیسرے
حضرت علی علیہ السلام اس امتِ احمدی میں اور یہ علیؑ انمیں افضل ہیں اور
حدیث کشف الغمہ میں بفرضِ صحتِ صدّیق کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ

خلیفۂ اوّل خاص تصدیق نبوّت میں سچّے تھے جو انکو اس بات میں سچّا نہ بھی
خدا اُنکی تصدیق نہ کری۔ یعنی آنحضرت نبیؐ برحق تھی۔ اور صدّیق کی معنی
مصدّق بھی ہو سکتی ہیں خصوصاً بطور تقیّہ و توریہ صحیح۔ کیونکہ ممکن ہے کہ
اُسوقت کوئی اور نافہم موجود ہو۔ باقی تقیّہ خاص امام باقر و امام جعفر علیہما السلام کا
جواب جلد دوم حدیقہ سلطانی و استقصا میں بخوبی دیکھ لو۔ البتہ وقت و موقع و
مخاطب کو امام جو توریہ تقیہ کرے وہ خوب جانتا ہی۔ ہمارے میر صاحب نے جو تقیّہ
پر اعتراض کئے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ تقیّہ کو معنی نہیں سُنے اور نہ سمجھی۔ اسکی اصطلاحی
معنی مصلحت صحیح اور احتراز عن الفساد وغیرہ ہیں۔ نہ صریحاً اظہار خلافِ حق۔
بخوف و جبن۔ پس آئمہؑ سے جو تقیّہ یا توریہ وقوع میں آیا ہی تو اوّل
مصلحت دینی ملحوظ رہی ہی۔ نہ فقط حفظِ جانِ خود۔ اگرچہ بعض اوقات
نبیؐ یا امامؑ یا مومن خالص کا وجود باعثِ قیامِ کلمۂ حق ہوتا ہی۔ اور
تقیّہ باظہارِ ممنوعات قولاً یا فعلاً راویوں کیطرف منسوب ہے یعنی راویوں نے
تقیّہ جھوٹ بولا ہی یا خلافِ حق ظاہر کیا ہی۔ اور جہاں آئمہؑ کا تقیہ کیا ہے
وہاں فقط بمصلحتِ کتمان بخوفِ جان و بنا بر بقائی ایمان اداہی۔ پس اگر امامؑ
بنا بر مصلحتِ ایمانی بنظر ابقائی کلمۂ اسلام کبھی کلماتِ صلح ارشاد فرماویں یا

اپنے حقوق سے درگزریں یا سکوت فرماویں تو ہرگز خرابی نہیں - رسالہ تقیہ متحققہ علیحدہ لکھا جاتا ہی بعدِ ملاحظہ انشاء اللہ ثبوتِ حق میں کچھہ شک نرہیگا - انبیا و اولیا کے اس حال کو بھی دیکھنا ضرور ہے کہ کبھی صورتِ جلال ظاہر تھی - کبھی سیرتِ صبر غالب تھی ۔ گہی برطارمِ اعلیٰ نشینم ؛ گہے برپشتِ پائے خود نہ بینم ؛ بعض دفعہ ع جوابِ جاہلاں باشد خموشی ؛ معمول تھا کسی وقت شرشکنی اعدا دستور تھا - بلے ع ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامی دارد ؛ آیات بینات کی ۱۲۶ صفحہ کی آخر سطر اور آخر فقرہ سے صدّیق کی معنی نسبت خلیفۂ اول خود میر صاحب صاحب کتاب کی تحریر سے آئینہ ہوگئی - میر صاحب نے جو دہلی میں زبان مبارک سی فرمایا تھا کہ جو کچھہ صاحب تحفہ نے لکھا میں اسکو طرفہ سمجھکر لکھدیا تھا - فی الحقیقت اس سے بھی اخبار کشف الغمّہ مراد ہیں - کیونکہ شاہ صاحب بتقلیدِ خواجہ کابلی بغیر دیکھے ترجمہ کرتے چلے گئے - اور خواجہ صاحب گردِ تحقیق نہیں پھرتے - اپنے ہاں کی روایتیں جو کشف الغمّہ میں ہیں یا نہیں لکھتے چلے جاتے ہیں - اگرچہ کمترین خلائق کے پاس دمِ تحریر بجز آیاتِ بینّات جو مبیّن ہے اور کوئی کتاب نہیں جو تحقیق سی بخوبی جواب مفصّل لکھا جائے لیکن یہ باتیں کبھی کی

یاد ہیں جب بغرضِ تحقیق تحفہ دیکھا تھا۔ علاوہ ازیں یہ باتیں بھی پُرانی ہوگئیں۔ سب پر اصل حال مناظرہ سُنّی و شیعہ کا کھُل گیا۔ اسلئے بسط و تفصیل سے کنارہ کر کے فقط اس حاشیہ مجمل پر جو ذہین و منصف کے لئے کچھہ راہ بتلا سکتا ہے کفایت کیجاتی ہے نویں شہادت نکاحِ اُمِّ کلثوم کو جو باعث فضیلتِ خلیفہ ثانی لکھا ہے سو اسکا مُفصّل جواب سیف صارم اُردو میں بھی مرقوم ہے۔ مختصر یہ ہے کہ اصل اس روایت مدار نقلش از زبیر ابن بکار ست و خارجیوں نے یہ باتیں جوڑی ہیں ورنہ شروع میں سُنّیوں نے اسکو باوّعائے فضیلت کیوں پیش نہ کیا۔ زید اپنی والدہ کے ساتھہ کیوں کربلا میں نہ گیا۔ خلیفہ جی کی اس عمر میں ایسی کم سن سے اولاد ہونی تعجّب ہے۔ خصوصًا جبکہ خود عدمِ رُجلیت کا اقرار اُس سن میں کر چکی ہوں۔ پھر دلیل طلبِ نکاح کیا معقول ہی۔ کہ اہلبیّت سی رشتہ مُفید ہے حالانکہ ایمان نہو تو زبردستی رشتہ کیا مفید ہی۔ بلکہ غیر مفید ہے اور نہایت مضر۔ اس طلب ہی سی تفضیل جناب امیر علیہ السلام لازم آتی ہی جو مذہب شیعوں کا ہی باقرارِ شاہ جیو صاحب۔ واہ خلیفہ جیو صاحب رشتہ اہلبیت سے پناہِ قیامت ڈھونڈیں اور پہلے خلیفہ دُوم بن بیٹھیں۔

کیا دلیل و لیل ہے۔ کیا خسر ہونیکا رشتہ آنحضرتؐ سے کافی تھا۔ لیکن بیشک معلوم ہوا کہ وہ کچھ مفید نہ تھا۔ یوں تو شیخ ابو سفیان پدرِ اُم حبیبہ بھی جناب رسالتمآب کا خسر تھا۔ ع پسرِ نوح با بدان بنشست ؂ خاندانِ نبوتش گم شد؂ بھلا ہم پوچھتے ہیں کہ باوجود عذرِ صغرسنی بڑی دختر سے کیوں نکاح نہ کیا حالانکہ وہ ایک سال بڑی تھیں اور وہ بھی اُسوقت تک بے نکاح بالضرور تھیں۔ اور اسقدر اہلِ عرب میں منگنی کا دستور نہیں۔ جو کوئی کہے کہ حضرت زینب اُسوقت منکوحہ نہ تھیں۔ تو شاید مخطوبہ ہوں یعنی کہیں رشتہ ہو گیا ہو۔ اس جواب کی تصدیق و تحسین جناب اُستادی ملاذی مولوی قاری سید جعفر علیصاحب نے خدا اُنکو دیرگاہ خوش رکھے خواب میں بکوہِ شملہ فرمائی۔ کہ ہاں یہ گمان تیرا صحیح ہے کہ یہ نکاح نہیں ہوا۔ ورنہ بڑی دختر سے اولیٰ تھا۔ نام میں شبہہ پڑ گیا ہو۔ ورنہ وہ خواہرِ محمد بن ابی بکر ضرور تھی۔ اور تعجب ہے کہ اور بھی چند لڑکیاں اولادِ جعفر و علیؑ میں تھیں۔ پھر اہلبیتؑ میں خود حضرت اُمِ کلثوم تو داخل نہیں جو کچھہ خلیفۂ ثانی کو مُمِدِ فلاحِ نجات ہوتی۔ اسمقدمہ میں جو نکہ مومنین ہند کو خصوصاً شرم دامنگیر ہوتی ہی سو واسطے

سُنی اُمیں خیرہ چشمی اور زبان درازی کرتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ آپ سیّد ہو کر کیفیت طلب کو ملاحظہ نہیں کرتے کہ شیوخ جسطرح اس قصّہ کو بیان کرتے ہیں اور کچھہ کچھہ اماموں کی نسبت جوڑتے ہیں۔ حدیث

اَوَّلَ فَرجٍ غُصِبَتْ مِنَّا بھی اسی قبیل سے ہے

ورنہ لفظِ اوّل سے اور بھی مغصوبہ پائی جاتی ہے۔ ہمارے عُلمانے اِن روایات کو جواب دینے کے واسطے نقلاً لکھا ہے اور بفرضِ صحت جواب لکھا ہے جس سے لوگ یہ سمجھہ گئے۔ یا بے حیائی سے کہنے لگے کہ یہ مرویاتِ شیعہ ہیں۔ حالانکہ یہ بات ہرگز نہیں۔ چنانچہ سیف صارم ہی دیکھئے۔ فقط ایسے باتوں سے سُنیّوں کو یہ منظور ہے کہ شیعہ شرم کے مارے جواب میں کوتاہی کریں۔ مگر ستغفر اللہ اہلِ حق شرع میں کب شرم کرتے ہیں عیسائی آنحضرتؐ کے نکاح پر جو بی بی زینب سے کیا مسلمانوں کو کیسا شرمانا چاہتے ہیں مگر جب آنحضرتؐ نے اُنکی کچھہ پروا نہ کی۔ ہم کب آنکھہ چُراتے ہیں اجی حضرت شیعوں کے پاس اسکی بیسیوں جواب ہیں۔ بہلا زید جو اپنی والدہ اُمِ کلثوم کے ساتھہ مری جنکی نماز حضرت امام سجادؑ نے ساتھہ پڑھی۔ اُسوقت زید کی عمر اُنیس سال کی کسطرح ہو سکتی ہے۔ اور اگر کہو کہ ایک کم

چالیس برس کی تھی تو زید سے کہیں کوئی روایت بھی منقول ہے۔
کہیں اُسکا ذکر بیشتر بھی آیا ہی۔ تعجب ہے کہ خلیفہ ثانی کا بیٹا اور حضرت علی کا
نواسہ اس عمر تک مجہول الحال رہے۔ عبد اللہ بن عمر سے سب کچھہ
منقول ہے۔ اور بیچارہ زید ایسا غیر معلوم۔ نہ بعد خلیفہ ثانی کچھہ ماں
بیٹوں کی میراث پانیکا ذکر کہیں موجود۔ آخر کچھہ تو اور حال فرزندِ
مادر کا خلیفۂ ثانی کے ساتھہ مذکور ہوتا۔ غرض بطورِ تحقیق اوّلاً اس
نکاح کا ثابت کرنا سُنیوں کے ذمہ ہے۔ بعد ازاں یہ جواب سُنیئے کہ صاحبو
یہی جو کہو کہ حضرت امیر علیہ السلام نے انکو مسندِ خلافت نبوی پر کیوں قدم
رکھنے دیا کیوں مسجد میں گھُسنے پائے۔ سب کے کیوں پیچھے نماز پڑھی۔ زکوٰۃ پر
کیوں قبضہ کیا۔ کیا یہ باتیں تھوڑی تھیں جو طعن نکاحِ اُمِ کلثوم کیا۔
مگر یہی کہ راجپوتوں کیطرح مومنوں کو شرما کر خاموش کریں لیکن
شیعہ یہ کہینگے کہ بنظرِ ظاہرِ اسلام بنی اُمیہ و عباسیہ سے نکاح ظاہری باطل
نہ تھا۔ خصوصاً جبکہ جانتے ہوں یا گمان ہو کہ خلیفہ جی وقتِ بلوغ زوجہ
تک فنا ہو جائینگے تو قبضہ مومنہ پر نہ رہیگا۔* خاص کر جبکہ خلیفہ صاحب

*یہاں حضرت سارہ کا قصہ بغور تلاوت فرما دیں کہ حضرت ابراہیم ؑ نے دیدہ و دانستہ
اُنکو بہن بنایا اور حاکمِ وقت نے نکاح چاہا ۱۲

خود اپنے فانی ہونیکا اقرار کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بالفرض نکاح
بھی ہوا تو برائے نام۔ یہ بھی رشتہ غیر مفید ہی ہا۔ جیسے رشتہ حفصہ بے سود تھا
باقی یہ روایت جو لکھی ہی کہ زنِ عارفہ کا نکاح غیر عارف سے نہیں ہوتا۔ یہ کہمات لیست
عقد و حقیقتِ نکاح بین اللہ و بین العبد ہے ورنہ نکاح دنیاوی کی شریعت میں
فقط اسلام ظاہری کافی و وافی ہی۔ یہ جواب علمائے شیعہ کا بشرطِ وقوع بعد
فرض بسبیل تنزل ہی۔ ابو القاسم قمی فقیہ کا قول بے سند حدیثِ صحیح
چنداں معتبر اور دوسرے مجتہد پر دلیل و حجت نہیں۔ اور ابو الحسن علی بن اسمٰعیل
کا جواب بہت صحیح و درست ہے۔ تہذیب وغیرہ میں جو حدیثیں متضمن حالِ نکاح اُمِ
کلثوم منقول ہیں وہ موافق سُنیوں کے ہیں اور خود صاحبِ تہذیب اُنکو تردید کرتے ہیں۔
چونکہ علاوہ کتبِ عربی فارسی کے اس مقدمہ میں کئی اُردو رسالے بھی چھپ چکے ہیں۔
زیادہ اس سے لکھنا فضول سمجھا گیا۔ کیونکہ میر صاحب نے کچھہ نئی بات پیدا نہیں
کی۔ وہی باتیں ہیں جنکا بار بار شیعہ جواب لکھہ چکے۔ زاد المعاد سے جو بڑی لمبی
چوڑی روایت شانِ خلیفۂ دوم کی شان میں لکھی ہے وہ کسی اور کتاب میں نہیں۔
اور اسیطرح مُلّا باقر مجلسی سے جو روایت در بابِ مذمتِ عباس و عبد اللہ نقل کی
ہے یہ سب غیر معتمد ہیں۔ عجب نہیں کہ عباسیہ کا ظلم باعثِ وضعِ حدیثِ مذمتِ

عباسؓ ہوا ہو۔ عبداللہ بن عباس و عقیل سے اگر دین میں کچھہ سستی بھی ہوئی تو کیا مضائقہ ہی ایمان کو رشتہ سے کیا رشتہ ہی۔ سنیوں کے ہاں ان دونو کا حال ایسا ہی کچھہ مرقوم ہی۔ اور سینکڑوں بزرگوار وں کا حال جو کچھہ مروی و منقول ہی وہ استقصار الافحام دیکھنے والے کو سب معلوم ہی چونکہ مولوی حیدر علی کی حمیت و غیرت کا حال سب صاحب جانتی ہیں۔ اسواسطے ایسی مقدمات میں وہ زیادہ شور و غل کرتے ہیں۔ بہلا یہ باتیں کس مذہب میں سوی نہیں قول مشہور و مذہب راجح کو دیکھنا چاہیے۔ اور تحقیق سے غرض رکھنی لازم ہی۔ حاصل اس سب بحث نکاح ام کلثوم سی یہ ہے کہ حضرت علیؑ سے جو معاملہ خلفا ثلاثہ وغیرہ سے ہوا وہ ایسا تھا جیسا اب سادات باہم لڑتے ہیں۔ یا جو شاہجہاں نے اولادِ تیمور کے ساتھہ کیا۔ یا جو سلوک عالمگیر نے اپنے بھائیوں دارا۔ و مراد نامراد کے ساتھہ کیا۔ پس ان جھگڑوں اور لڑائیوں کے سبب آپسمیں نکاح باطل نہیں ہوتے کیسی ہی خونریزیاں ہوں حقیقت میں بسبب قتل برادرانِ مسلمانی و خویشانِ اہلِ ایمان مستحق عذابِ جہنم ہو جاویں۔ مگر باہم رشتہ داری اور راہِ شریعتِ ظاہری ممنوع نہیں ہوتی۔ اور چونکہ بغض و عداوتِ جنابِ امیر و حضرت فاطمہ زہرا بنابر احادیث مشہور موجب عذاب جہنم ہے اسواسطے

بعض شیعہ لکھتے ہیں کہ دشمنانِ اہلبیتؑ و حاربانِ علیؑ مستحق عذاب طرح طرح کے درجہ بدرجہ ہیں کہ جنمیں سے سخت دشمن کا مرتبہ بعض عرفی کافروں سے زیادہ ہوگا۔ ٥ دوستوں سے اسقدر پہنچی ہیں صدمے جان پر پر دشمنوں کی بھی عداوت کا گلہ جاتا رہا۔ اب کمترین اس رسالہ کو ختم کرتا ہی اور یہ عرض ہی کہ پانچ چار جلسوں میں جو کل چند گھنٹوں سے زیادہ اتفاق تحریر نہیں ہوا یہ جواب لکھا گیا یہ تحریر کچھ اُسکو کافی ہو سکتی ہی جسنے اور کتب کلامیہ حتّٰی کہ استقصار الافحام بھی دیکھی ہو۔ اور رسالہ ادابِ مناظرہ جو چھپ چکا ہی دیکھا ہو۔ کیونکہ اسمیں صاف لکھا ہی کہ نقلی بات وہ مانی جائیگی جو بخوبی متحقق و ثابت ہو۔ اور عقل بھی اُسکو تجویز کرتی ہو نہ روایاتِ احاد و منقولاتِ بے اعتماد خلاف مشہور و مخالف جمہور۔ ایسی روایتیں طرفین میں جو متروک ہوتی ہیں۔ انکا لکھدینا محض بیفایدہ ہے۔ نہ ایسی بعض ضعیف حدیثوں سے کسی پر اعتراض واقع ہو سکتا ہی۔ نہ مرجوح قولوں سے جواب مقبول ہو سکتا ہی۔ مجتہدین نے بہت سی مشہور باتوں کو خود اسطرح رد کردیا ہے کہ رُبَّ مشہورٍ لا اصل لہٗ یعنی بہت باتیں مشہور ہوتی ہیں۔ مگر عند التحقیق اُنکی کچھ اصل نہیں نکلتی۔ ذرا تحقیق و تنقیح احادیث ملاحظہ فرمائیے۔ ہر ایک قائل کی تقلید بے دلیل ضروری و قابل قبول نہیں۔ اسیطرح کسی عالم کے محض قول بلا دلیل سے

الزام مذہب پر نہیں دی سکتے۔ ان باتوں کا لحاظ رہی تو یہ قضیہ بہت کم ہو جائے
اگرچہ بالکل فیصلہ ہونا معلوم۔ مگر میدانِ مناظرہ ایسا بے انتہا نہیں ہے۔ اسواسطے
میر صاحب موصوف بلیہ میں جناب مولوی سید خان صاحب بہادر سے کہتے تھی کہ پچھلی باتوں
شیعوں کے بعض مطاعن کا جواب نہیں۔ مگر ہاں آپنے (یعنی سید صاحب جج بہادر
نے) جو صُول جدیدہ مقرر کئی ہیں۔ اُنسی جواب ممکن ہو سکتا ہے۔ فقیر نے وہ صُول
پُوچھے۔ میر صاحب نے فرمایا کہ بنارس میں آنکر میرے پاس چند روز ہو تب معلوم
ہونگے۔ چونکہ یہ عجیب بات تھی کہ بغیر بنارس وہ صُول مقررہ معلوم نہوں اسلئے
ہنسی آئی۔ اور نیز جناب میر صاحب بندہ کی نظر میں بہ اپنے مرشد سید صاحب بہادر سے بھی
حاضر غائب یکساں نہ معلوم ہوئے۔ امامِ جامع مسجد کے سامنے کچھ اور تقریر تھی۔ روبرو
آنجناب صاحب کے اور گفتگو اُنکی برخلاف تھی۔ لہذا میں حیران ہوا بلکہ اُسیوقت
عرض کیا گیا کہ اس تخالف اور دورنگی کا کیا باعث ہے۔ کبھی جج صاحب کی باتوں پر
افسوس ظاہر کرتے تھی۔ گاہے اُنکے روبرو سوائے مسئلہ گلا گھونٹی مرغی کے سب میں
اپنے آپ کو موافق جج صاحب بہادر کے بتلاتے تھے۔ غرض کیا عرض کروں فیج جانوران
کو جو بندہ نے خلافِ قانونِ قدرتی بیان کیا خصوصاً اُن جانوروں کو کھانا جو
موذی نہیں اور طرح طرح کے اُنسی فائدے ہیں تو یہ حال تھا کہ جناب میر صاحب نے

اپنے مرشد سے اسکو اعتراضاً پیش کیا۔ مگر پھر جو مرشد صاحب ممدوح نے فرمایا تو یہ
کہا کہ دانت اور معدہ انسان کا گوشت کھانیکی صلاحیت رکھتا ہے۔ تو میر صاحب
ایسی سہل مانگئی کہ گویا انکا کہنا آیت حدیث ہے۔ حالانکہ اسمیں اختلاف ہے کہ انسان کے
دانت گوشت کھانیکی صلاحیت رکھتے ہیں یا نہیں۔ بندر کے دانت کیا صلاحیت
گوشت خوری کی نہیں رکھتے۔ پھر بھی بندر گوشت نہیں کھاتا۔ حالانکہ بندر کا
معدہ اور سب بدن انسان سے بہت مشابہ ہے تشریح دیکھ لو۔ گھوڑا بکری
کی سری کھاتا ہے کیا دانت اور معدہ اُسکا قابل گوشت کھانیکے ہے لیکن
اسپر بھی اُسکو گوشت کھلاؤ تو کچھ خرابی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے
میر صاحب کچھ ایسا ذہن سپاٹ رکھتے ہیں کہ تحقیق سے غرض نہیں۔ جو سن لیتے ہیں
وُہی ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ لیکن البتہ سلیقہ تحریر بہت عمدہ رکھتے ہیں سو وہ دیگر
امر ہے۔ یا کسی سبب سے عمداً جناب سید صاحب ممدوح کی تقلید پسند و مرغوب ہے۔
اور اگر اعتقاد دلی ایسا ہوتا تو اختلاف کے کیا معنی۔ حاصل کلام کہ جبسے میر صاحب
کو ایسا دیکھا پھر اس کتاب کے جواب لکھنے کو بھی دل نہ چاہا۔ کیونکہ میر صاحب پہلے ہی سے
اس اپنی کتاب کے معتقد نہ رہے۔ رہا اور لوگوں سے کچھ چنداں مطلب نہ تھا۔
کیونکہ لوگ اُنسے خود بے اعتقاد ہیں۔ کچھ اعتماد نہیں کرتے۔ اب یہہ آرزو ہے کہ

جناب میر صاحب سے اور بھی دو چار دفعہ نیاز حاصل ہو تو البتہ حال کھلے۔
اگرچہ سید احمد خان صاحب بہادر نے بجواب بندہ یہہ بھی فرمایا تھا کہ میں نے
بڑی بڑے سمندر انگلستان کی راہ میں دیکھے سب کا حال معلوم
ہو سکتا ہے مگر سید مہدی علی خاں صاحب کی بات نہیں کھل
سکتی۔ مختصر یھہ کہ میں میر صاحب کی ہجو نہیں کرتا۔ بلکہ اُنکی ذہانت و
استعداد وغیرہ کا مدّاح ہوں مگر ہاں اُنکی نسبت حیران ہوں کہ
کیا مقصود ہے۔ کیا اعتقاد ہے۔ اگر خود میر صاحب یا حسن صاحب کو
اُنکا حال بخوبی معلوم ہو رقم فرماویں تو عین احسان ہوگا۔ مگر
بے تعصب صحیح صحیح ہو۔ بعدِ چند مدّت الحمد للہ رسالہ ماہواری
تہذیب الاخلاق سے مُصنّفِ آیاتِ بیّنات کا خود سب حال ظاہر ہو گیا کہ
سید احمد صاحب کا مذہب رکھتے ہیں اور سب دوزخ بہشت و ملائک و
شیطان کو فرضی مانتے ہیں۔ اور قرآن کے اکثر مضامین کو مجازی
جانتے ہیں۔ افسوس کہ جناب میر صاحب شیطان و آسمان خیالی کے
لئے جو نصوص قرآنی ہیں وہ کچھہ تاویلات جائز رکھیں جو انہوں نے علیحدہ
رسالہ اور نیز تہذیب الاخلاق میں چھپوائی ہیں اور ان آیات عامہ کو

باوجود وقوع اُن خطایا رکبیرہ کے جو اُنکی صحابہ سے بابِ خلافت میں
مروی ہیں ذرا بھی خاص نکریں۔ خود مُلّا تفتازانی و شیخ ولی اللہ
صاحب وصیت نامہ میں شیوخ و صحابہ کے اُن افعالِ قبیحہ کے قائل ہیں کہ جو
احاد فاسق سے صادر ہوں۔ اب میں اس رسالہ کو اس مختصر فقرہ پر ختم
کرتا ہوں کہ افسوس صاحب آیاتِ بینات نے اپنا مذہب شیعہ اتنا جلد بدل لیا
اور رسالہ دفع المغالطہ تصنیف جناب مولانا الحاج سید عمار علی صاحب سونی پتی
جو بجواب مولوی نجف علی فریدآبادی مُدت ہوئی کہ مطبوع ہو چکا ملاحظہ
نہیں فرمایا کہ آیاتِ بینات کے اکثر مضامین کا جواب اسمیں آچکا ہے۔ آخر یہ
ثابت ہو گیا کہ سید صاحب کے مزاج میں قوتِ انفعال بہت ہے۔ اور
متلون الطبع ہیں کہ جلد جلد بدل جاتے ہیں چنانچہ نتیجہ ظاہر ہے بلکہ اب عنقریب
بڑی انقلاب کا خوف ہے الحاد کی کرسیاں انگلستان سے ہند میں بھی آگئی ہیں ؛

تمّت

اعلان ۔ جناب مولوی سید اُلفت حسین صاحب مرحوم مغفور نے حقِ تصنیف
بندہ کو ہبہ کر دیا ہے کوئی صاحب بدون اجازتِ راقم قصد طبع نفرمائیں کیونکہ بموجب قانون
بستم ۱۸۶۷ء کے درج فہرست جسٹری گورنمنٹ ہو چکی ہے ؛ **راقم** ۔ سید علی حسین
مالک مطبع یوسفی دہلی

کتب مندرجہ ذیل موجود کتب خانہ مطبع یوسفی واقع دہلی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن ہر سہ جلد	۵	تحفۃ الاشعریہ در علم مناظرہ	۸/
توضیح عزا فی مصائب الشہداء علیہم السلام	۸/عہ	جامع عباسی بست بابی اردو	۶
مودۃ الاسلام	۱۰/	فضائل مرتضوی سفینۂ خنائی	عہ ۸/
دیوان جناب عمیر کی کامل شرح	۶	حد تحقیق	۶
مراثی مرزا فصیح جلد اول و سوم	۸/عہ	احکام الائمہ	۴/
غزوۂ حیدری متضمن حالات کربلا	۴/	مسکت مخالفین	۳/
اخبار ماتم	۸	بزم ماتم یعنی مجموعہ سلامہا	۸/
چہل مجلس	۸/عہ	محاربۂ صفدری ترجمۂ حملۂ حیدری	۸/عہ
حجۃ القدیر فی حدیث غدیر	۳/	بیاض نوحہ جات	۱۴/
اعمال الصالحین	۰۶/	تحفۃ العوام	۶/
نان و نمک	۳/	عین الحیات	۸/۶
وقائع خلافت حضرت علیؑ	۶/	سفینۃ النجات	۱۴/
اخلاق احمدی	۸/عہ	دفتر غم مرزا دبیر	۱۲/
مثنوی فوائد آخرت	۴/	حق الیقین	۸/۶
حلیۃ العروس	۰۳/	گلدستۂ نور	۳/
مفید العوام	۴/	تحفۃ الصائدین	۰/